مینا

از

بابو کشیرود چندر چٹرجی

مترجمہ

احمد شجاع

بنام شاہد نازک خیالاں

بینا

ایک ڈراما

از

بابو کشیرود چندر چٹرجی پرنسپل لا کالج لاہور

مترجمہ

حکیم احمد شجاع بی اے (علیگ)
مصنف حسن کی قیمت، باپ کا گناہ وغیرہ

سنہ ۱۹۲۲ء

دارالاشاعت پنجاب

۱۹۵۔ ریلوے روڈ۔ لاہور

بارِ اوّل

[کاشی رام پریس لاہور میں باہتمام لالہ کاشی رام چھپا]

میں اپنے دلی احترام و اخلاص کا

یہ حقیر تحفہ

اپنے استاد اور اس ڈرامے کے مصنف

بابو کشیرود چندر چٹرجی پرنسپل لا کالج لاہور

کی خدمت میں

پیش کرتا ہوں

احمد شجاع

فہرست مناظر

پہلا باب

دوسرا باب

تیسرا باب

اشخاص

بنائے بھوشن متر بیرسٹر ایٹ لا ——— ایک جوان بے پروا

ستیش چندر چٹرجی، ایم ڈی ——— بنائے کا دوست

نگندر ونا تھ بوس، ایم بی، سی ایچ ——— ایک آوارہ منش نوجوان

آبونی نا تھ گنگولی ——— اکاؤنٹنٹ جنرل

تارک نا تھ دت ——— ایک دولت مند سوداگر

شاردا سندری ——— گنگولی بابو کی بیوی

اندرومتی ——— گنگولی بابو کی بیٹی

سدہامئی ——— تارک بابو کی بیوی

مینا ——— تارک بابو کی بیٹی

سائیل بابو ——— ایک ڈاکٹر

احباب، ملازمین وغیرہ

مقام کلکتہ

زمانہ حال

تمثیلین

لا کالج لاہور ڈریمیٹک کلب نے تمثیل کیا

ڈائریکٹر حکیم احمد شجاع۔ بی۔ اے

سٹیج مینیجر مسٹر گردہاری لال۔ بی۔ اے آنرز

بنانے بھوشن متر بیرسٹر ایٹ لا۔۔۔۔۔ مسٹر احمد شاہ بخاری۔ ایم۔ اے (پروفیسر ٹریننگ کالج)

سریش چندر چٹر جی ایم۔ ڈی۔۔۔۔۔ حکیم احمد شجاع۔ بی۔ اے علیگ (لا کالج)

نگندرو ناتھ بوس۔ ایم۔ بی۔۔۔۔۔ مسٹر اے۔ ایل جین۔ بی۔ اے۔ (لا کالج)

ابونی ناتھ گنگولی۔۔۔۔۔۔ مسٹر محمد شہباز خاں۔ بی۔ اے (لا کالج)

تارک ناتھ دت۔۔۔۔۔۔ مسٹر مجید الملک۔ بی۔ اے (لا کالج)

شاردا سُندری۔۔۔۔۔۔ پیرزادہ رشید الدین۔ بی۔ اے (لا کالج)

اندومتی۔۔۔۔۔۔ پیرزادہ جلال الدین (گورنمنٹ کالج)

سدہامنی۔۔۔۔۔۔۔۔ مسٹر لچھمن داس۔ بی۔ اے (لا کالج)

مینا۔۔۔۔۔۔ سید امتیاز علی تاج۔ بی۔ اے (گورنمنٹ کالج)

سانیل بابو۔۔۔۔۔۔ مسٹر رگھبیر ساہنی۔ بی۔ اے (لا کالج)

ملازم۔۔۔۔۔۔۔۔ مسٹر رنبیر سنگھ۔ بی۔ اے (لا کالج)

تقریب

فنی اور ادبی حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس امر کے تسلیم کر لینے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں ہو سکتا، کہ تمثیل (ڈراما) مغرب کے اُن ضروری اور لطیف مخترعات میں سے ہے، جس نے مدنی و مجلسی امور سے ایک مضبوط علاقہ پیدا کر لیا ہے۔ یورپ نے، تمثیل (ڈراما) کے ذریعہ سے مذہبی، اخلاقی اور معاشری تبلیغ کا کام لیا ہے۔ اور جہاں، اُس کا سارا نظام مدنیت، آگے بڑھ رہا ہے، وہاں اپنے ساتھ ساتھ ڈرامے کو بھی لئے ہوئے ہے۔ اور دوسرے علوم و فنون کیساتھ ساتھ یہ فن بھی ہمیشہ زیر غور و تحقیق رہتا ہے۔ اس فن میں بھی اصلاح مد نظر رکھتے ہوئے، اضافہ اور ترمیم سے کام لیا جاتا ہے۔ چنانچہ، پہلے تو، کلیتہً مذہبی و تاریخی واقعات، حالات مشاہیر، اور مختلف روایات پیشین پر ڈرامے، ترتیب دیئے جاتے تھے، لیکن آجکل، موجودہ، عام، اور سادہ زندگی کے نظارے، دکھلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور اس طرح اس فن کو زیادہ مفید بنا لیا گیا ہے۔

"تمثیل" (ڈراما) کا مقصد یقیناً حیات انسانی کی اصلاح ہے، اس لئے اسکی ترتیب میں، ایسے تمام اسباب مہیا کرنے ضروری ہیں، جو قوی الاثر اور نتیجہ آفریں

ہوں "علم النفس" اس مسئلہ کو آسانی سے طے کرسکتا ہے۔ اور اس اصول سے اگر دیکھا جائے، تو معلوم ہوجاتا ہے، کہ فطری طور پر، ہر شخص، اپنی اور اپنی سی زندگی کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے، اور یہی بوجہ احسن، سمجھ لینا، تاثر کا راز ہے!

اس طرح مغربی اہل الرائے کا معیار قبول جو معاشری تمثیل (سوشیل ڈراما) کے متعلق ہے، یقیناً قرین صحت ہے۔

معاشری تمثیل (سوشیل ڈراما) ہی ایسی چیز ہے جس میں ایک تمثیل نگار کسی خاص یا چند خاص زندگیوں کے نقشے، بکمال واقعیت پیش کرسکتا ہے۔ اور جس سے دیکھنے والا اثر پذیر ہوسکتا ہے!

معاشرت کا اگر تجزیہ کیا جائے، تو رسم ورواج، عادات، اور اخلاق کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور یہی اُمور، دوسرے طریقوں سے بھی، ہمیشہ، اجتماع بشری، کے زیر غور واصلاح رہتے ہیں۔ لیکن ہندوستان نے عام طور پر، تمثیل (ڈراما) کا مفہوم محیر العقول اور مافوق الفطرت واقعات میں محدود سمجھا ہے۔

بازاری اسٹیج کے ڈرامے بھی عام طور پر ہمارے تمثیل نگاروں کی ناواقفیت فن کے فریادی ہیں۔ اردو زبان کے تمثیلوں کی حالت افسوسناک ہے۔ زبان کی رکاکت، منظومات کے ابتذال، اور بے محل استعمال کے علاوہ، بیشتر ڈراموں کے واقعات

میں ایسی حیرت انگیز ہم آہنگی اور یکسانیت ہے، کہ اگر اشخاص و مقامات کے نام تبدیل کردیئے جائیں، تو سب کی سب تصنیفیں، ایک ہی کتاب میں منجمد ہوکر رہ جائیں، سیرتوں (کیریکٹرز) کے اعتبار سے، ایک قیس عامری، ایک رستم دستاں، ایک لیلائے وفاشعار و عاصمہ، کا ہونا ہر تمثیل کے اجزاء لاینفک میں سے ہے۔ یہی رستمی جنون عشق اور شہزادگی کے ساتھ ایک ہی شخصیت میں جمع ہوکر، عجیب و غریب کارناموں کا باعث ہو جاتی ہے۔ اور عام گفتگو کا مقفیٰ و مسجع ہونا، حتیٰ کہ "نغمۂ منظوم" اور "گریۂ شعریہ" وغیرہ ایسے امور ہیں جن کو ان تالیفوں کی اوّلیں خصوصیات میں شمار کرنا چاہئے۔

تاہم گجراتی، مرہٹی، اور خاصکر بنگالی زبان نے اس فن میں مغرب کی "تقلید صحت" کے ساتھ کی ہے۔ اور ناگزیر ہے کہ ان قریبی مثالوں سے اردو زبان مستفید ہو۔

اس وقت میرے، نہایت مکرم و محترم، دوست، حکیم احمد شجاع صاحب بی۔اے علیگ (جن کا شغفِ ادب اردو آن کو مزید تعارف سے مستغنی کر چکا ہے) نے یہ تمثیل (ڈراما) موسومہ "مینا" بابو کشیر و دچندر چٹرجی پرنسپل لا کالج لاہور، کے اسی نام کے بنگالی ڈراما سے اقتباس و ترجمہ کیا ہے۔ اور موصوف مکرم نے اپنی غیر معمولی واقفیت فن اور دیرینہ مشق تصنیف سے کام لے کر، اردو کے لئے ایک مکمل اور اچھی مثال

پیش کر دی ہے، اور بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے، کہ اگر یہ تالیف، جہانِ اردو میں پہلی نہیں، تو کم از کم، تاریخ ادب کے دورِ اوّل میں جگہ پانے کی مستوجب ہوگی۔

بنیاؔ اس فن کے جدید ترین اور ترقی یافتہ اصول کے مطابق، ایک معاشری تمثیل ہے، جو سادہ زندگیوں کو پیش کرتی ہے۔ اسکی غیر معمولی دلچسپی کا راز اس کی واقعیت اور قرین اصل ہونے میں پوشیدہ ہے۔ نیز اس جامعیت اور قریبی وسعت معلومات و مشاہدہ پر منحصر جو اصلی مصنف کو باعتبار فضل علمی مغربی فضوں میں ہے اور بلحاظ باشندۂ بنگال ہونے کے، اس معاشرت کے متعلق ہے۔ جو اس ڈرامہ کی روحِ رواں ہے۔ یقین ہے، کہ حامیان اردو اس کا پر جوش خیر مقدم فرمائیں گے، اور اہلِ فن اسے قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے، اور مثال بنائیں گے۔

لاہور

احمد مجددی (علیگ)

۲۶ / اکتوبر ۱۹۲۲ء
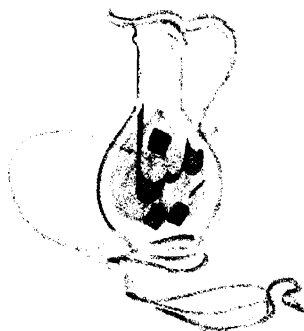
پہلا باب

پہلا منظر

بنائے بھوشن متر کا دفتر

ہدایات

[بنائے میز کے سامنے بیٹھا ہے اُس کے ہاتھ میں کسی مقدمہ کے کاغذات ہیں میز پر قانونی کتابیں کھلی رکھی ہیں۔ وہ ان کے مطالعہ میں مستغرق ہے کلاک آٹھ کا گھنٹہ بجاتا ہے]

بنائے

[چونک کر] اوہو، آٹھ بج گئے، اور اب تک اس مقدمہ کے کاغذات

تمام نہیں ہوئے، مگر یہ کاغذات تو آج ہی دیکھ لینے چاہئیں۔ کل
اُس ہیرے کی چوری والے مقدمہ کی تاریخ ہے...... انسان
کو بھی کسی حالت میں چین نہیں، کام نہ ملے تو بیکاری کا غم اور
مل جائے تو کم فرصتی کا شکوہ!

[پھر کاغذات دیکھنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر سریش چندر چٹرجی
داخل ہوتا ہے]

سریش

[آگے بڑھ کر] تم اس وقت تک کام کر رہے ہو۔ بنائے تم آبونی
بابو کے یہاں دعوت میں نہ چلو گے؟

[بنائے اُٹھ کر ہاتھ ملاتا ہے]

بنائے

بیٹھو تو، ابھی تو آٹھ ہی بجے ہیں۔

سریش

[بنائے کے مصافحہ کی گرفت سے گھبرا کر] مجھے معلوم ہے، حضور کو
مجھ سے ملکر خوشی ہوئی، لیکن اگر حضور اس خوشی کا اظہار ذرا نرمی

سے فرماتے تو بہتر تھا۔

بنائے

یہ کیوں؟

سرپش

[اپنے ہاتھ میں درد محسوس کرتے ہوئے] شاید آپ کو معلوم نہیں کہ آپ بہت کمزور واقع ہوئے ہیں۔

بنائے

[سمجھکر] اوہو، اتنی نزاکت، تم نے تو سرپش بڑی بڑی نازنینوں کو بھی مات کر دیا۔ اب تم سے اس طرح ہاتھ ملایا کریں گے جیسے کسی نازنین سے۔ اس طرح [بڑی نزاکت سے سرپش سے مصافحہ کرتا ہے] کہو اب تو کوئی شکایت نہیں؟

سرپش

[صوفے پر بیٹھکر] میں تو تمام دن پھرتے پھرتے تھک گیا، اب کہیں اس دعوت کا خاتمہ ہو تو پڑ کر سو رہوں۔

بنائے

(کرسی پر بیٹھتے ہوئے) تھکو گے کیوں نہیں، آجکل تو تمہاری گرم بازاری ہے۔

سریش

اور آپ کا بازار تو بالکل سرد ہے، گویا؟ بھائی، گرم بازاری کیا خاک ہوگی، سولہ روپے تو کُل فیس ہے۔

بنلائے

اب تو تمہارا کام خوب چلتا ہے، تم اپنی فیس بڑھا کیوں نہیں دیتے

سریش

ہاں، بہت سے ڈاکٹر ایسا کر رہے ہیں، مگر میرے خیال میں یہ سراسر بے انصافی ہے، تمہارے ہمارے کام میں بھی تو فرق ہے نا، ہماری فیس تو ایسی ہونی چاہیئے کہ ہر شخص ضرورت کے وقت ہمیں بُلا سکے، مگر ہاں وہ تمہاری شادی کا کیا ہوا؟

بنلائے

ابھی تک تو کچھ طے نہیں ہوا۔ دس سال سے اُمیدواری کر رہا ہوں خط بھی لکھے، جواب بھی آئے، تمہیں تو سب کچھ معلوم ہے بھئی، اب

ذرا معاش سے بے فکر ہو گیا ہوں، کوئی دن میں یہ معاملہ بھی طے ہو جائے گا۔

[سریش، اثنائے گفتگو میں میز پر سے تصویروں کا البم اٹھا کر دیکھنا شروع کرتا ہے]

سریش

[حیران ہو کر] ہیں، سب کی سب تصویریں اسی کی ہیں؟ یہ تصویریں کہاں سے جمع کر لیں۔

بنانے

پاس پاس تو رہتے ہی تھے، اپونی بابو اور ہا وا کا بہت یارانہ تھا رفتہ رفتہ ان تصویروں کو بھی جمع کرتا رہا۔

سریش

یار، تم ہو بڑے نصیب والے۔

بنانے

تو تم کو کیا رشک ہے۔

سریش

رشک ہوا کرے، مگر دوست کی چیز پر نگاہ نہیں ڈالی جا سکتی،
خیر میاں، کبھی کوئی لنگڑی لولی، ہمیں بھی مل ہی جائے گی۔ مگر
یہ تو کہو اُس کا کیا خیال ہے۔

بنائے

بھئی سچ پوچھو تو ابھی تک میں نے خود اپنا خیال اُس پر ظاہر نہیں
کیا، اور اس سے زیادہ سچ پوچھو، تو یہ ہے کہ مجھے اپنا خیال
کرنے کی جرأت ہی نہ ہوئی۔ مگر اس کی کوئی ضرورت بھی نہیں
ہم دونوں شروع سے ہی جانتے ہیں کہ ہماری شادی ہوگی۔

سریش

اچھا، تو کبھی اس نے بھی تم سے محبت کا اظہار کیا ؟

بنائے

اظہار محبت کا موقع ہی کب تھا ہم تو بھائی بہن کی طرح رہتے
تھے، اپنا وقت زیادہ تر ابونی بابو ہی کے یہاں گذرتا تھا، پڑھنے
میں تو ہم جسقدر قابل تھے، اس کا تو تم کو علم ہی ہے، یاروں نے
کبھی پاس کرکے ہی نہ دیا۔ رفتہ رفتہ وہ ہماری ہم جماعت بھی ہوگئی۔

ہم دونوں ایف۔ اے کے امتحان میں شریک ہوئے، وہ پاس ہو گئیں، اور ہم پھر فیل ہو گئے۔

سریش

ہا ہا ہا، یہ تو آپ نے کمال ہی کیا۔

بنائے

خیر، میں اس بار بار کے فیل ہونے سے تنگ آکر ولایت چلا گیا، اور گر پڑ کر بیرسٹری کی سند حاصل کر لی۔ باوا! اطمانی تو تھے ہی، ہمارا کام ذرا جلدی چل نکلا۔ اندو، نے اتنے عرصہ میں بی۔ اے پاس کر لیا ہے۔ میری رائے میں، شادی کے متعلق ذکر کرنے کا وقت آگیا ہے۔

سریش

ایسی جلدی ہی کیا ہے، تم تو مجھ سے چار برس چھوٹے ہو، میری عمر تقریباً تیس سال کی ہے، تم چھبیس ہی برس کے ہوئے، نا، اچھا یہ تو بتاؤ اندو متی کی کیا عمر ہو گی؟

بنائے

وہ مجھ سے کوئی پانچ سال چھوٹی ہے۔

سریش

تو، اُس کی عمر اکیس سال کی ہوئی۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا، ایونی بابو اکونٹنٹ جنرل ہیں، غالباً تین ہزار روپے تنخواہ ہوگی۔ اب تک بیٹی کی شادی کیوں نہیں کی؟

بنائے

اندو بھی تو کسی کو پسند کرے۔ اسی بناء پر تو میں سمجھتا ہوں، کہ اُسے ضرور مجھ سے محبت ہوگی، اور کوئی شک نہیں کہ وہ میری ہی درخواست کی منتظر ہے۔

سریش

تو حضور کو کب تک فرصت ہوگی۔

بنائے

آپ تو مجھ سے بھی بڑے ہیں، آپ اپنی شادی کی فکر تو کیجئے۔

سریش

[ٹالتے ہوئے] خیر، اب اُٹھو، اور جلدی سے کپڑے پہن لو، اُٹھو بھی چلو

بنائے

[اُٹھتے ہوئے] بس، کوٹ پہن کر ابھی آیا۔

[جاتا ہے]

سریش

[خود بخود البم کو دیکھتے ہوئے] کسقدر خوبصورت ہے، کیسی دلفریب آنکھیں ہیں، اور اتنی روشن! بنائے واقعی بہت خوش نصیب ہے

[بنائے داخل ہوتا ہے]

بنائے

سریش، تم ابو نی بابو کا گھر جانتے ہو، میں ذرا تم سے پہلے جانا چاہتا ہوں، میں آج اندو سے شادی کا سوال کر رہی دونگا، تم پندرہ منٹ بعد پہنچنا۔

سریش

بہت بہتر حضور۔ میں آپ کو وہاں پہنچا کر باغ تک ہوا خواری کر آؤنگا۔ اور دس پندرہ منٹ کے بعد تم سے جاملوں گا۔

[دونوں جاتے ہیں] (پردہ)

دوسرا منظر

[ابونی ناتھ گنگولی کا کمرۂ ملاقات]

ہدایات

[بنانئے اور اندو، باتیں کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں]

اندو

مگر بنانئے، یہ بات میرے خواب و خیال میں بھی آنے کی نہ تھی کہ ایک دن تم مجھ سے شادی کا سوال کر بیٹھو گے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ تم عمر میں مجھ سے کچھ بڑے ہو، مگر کیا تم نہیں جانتے کہ عورتیں بچپن ہی میں عقلمند ہو جاتی ہیں۔ مرد، بوڑھے ہو کر بھی نادان رہتے ہیں۔ تمہیں یاد ہوگا، تم کن جذبات کو دل میں جگہ دیئے ہوئے ہمارے گھر آیا کرتے تھے۔

بنانئے

[قطع کلام کرتے ہوئے] ہاں ہاں، مجھے سب کچھ یاد ہے۔

اندرو

[سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے] جب تم اپنے دل کے سارے راز مجھ سے کہدیا کرتے تھے، جب تم ایک لمحہ بھی میرے بغیر نہ گذار سکتے تھے، میرے دل میں وہ یاد اب تک محفوظ ہے۔ کیا اچھا زمانہ تھا۔ میں تمہیں بھائی کہکر پکارتی تھی۔ اور تم بہن۔ پھر رفتہ رفتہ وہ خیال جاتا رہا۔

بنائے

[کسی نئی اُمید سے بے چین ہوکر] میری بھی بالکل یہی حالت ہوئی۔ اور میں تم کو بہن کے لفظ سے پکارنا، بھولتا گیا۔

اندرو

[بات کا پہلو بدلتے ہوئے عجلت سے] لیکن میں اس رشتہ کو بھلا نہ سکی، ہاں، تمہاری سادگی پر مجھے رحم آنے لگا، اور میں بے اختیار تم کو اپنا چھوٹا بھائی سمجھنے لگی۔

بنائے

[متعجب ہوکر] چھوٹا بھائی؟ ——————

اندو

بڑا بھائی سمجھا، چھوٹا بھائی خیال کیا، مگر کبھی تم کو اس نظر سے نہیں دیکھا کہ ایکدن تم میرے شوہر بننے کی تمنا کروگے۔ تمہاری ان باتوں سے میرے دل کو تکلیف ہوتی ہے، بھائی، میرے پیارے بھائی، پھر مجھ سے یہ سوال کبھی نہ کرنا، اس خیال کو بھی اپنے دل سے نکال دو!

بنائے

تو کیا تم کسی اور سے محبت کرتی ہو؟

اندو

تم مجھ سے یہ کیوں پوچھتے ہو؟

بنائے

میں جانتا ہوں، یہ سوال بے محل ہے، مگر میں اسے پوچھے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اندو

تم اس کا جواب سننا ہی چاہتے ہو، تو سنو، میں نے آج تک

کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جسے دیکھکر میرے دل میں شادی کا
خیال بھی آیا ہو۔

بنائے

[لجاجت سے] تو شاید — کبھی — کوئی وقت ایسا آجائے
کہ تم مجھ سے —— محبت —— کرسکو — میں جلدی
کے لئے نہیں کہتا۔

اندو

نہیں بنائے اس خیال سے درگزرو — میں کبھی تم کو اس نظر
سے نہیں دیکھ سکتی — اور اگر دیکھ بھی سکتی تو کیا ہوتا۔ میں برہمن
کی بیٹی ہوں۔ تمہارے ساتھ شادی نہیں کرسکتی۔

بنائے

کیوں ؟ — تم تو برھمو ہو۔

اندو

میرے باوا برھمو ہیں، میں نہیں ہوں۔

بنائے

اور تمہاری ماں بھی تو برھمو ہیں۔

اندو

اور سب معاملات میں وہ آزاد خیال ہیں مگر شادی کے متعلق بہت محتاط ہیں۔ تم ڈاکٹر ناگن بوس کو جانتے ہو، انہوں نے بھی باوا سے شادی کی درخواست کی تھی، وہ تو کچھ نیم راضی سے تھے، مگر میں نے انکار کردیا، اماں نے بھی یہ سنکر صاف صاف کہدیا کہ میں اپنی بیٹی کی شادی، کالیست سے کبھی نہ کرونگی —
اچھا، اب اس ذکر کو چھوڑو سب لوگ یہیں آرہے ہیں۔
{ ابونی بابو، شاردا سندری اور ڈاکٹر نگیندر ناتھ بوس داخل ہوتے ہیں }

ابونی

[ناگن سے مخاطب ہوکر] ناگن بابو، میں نے اندو سے ذکر کیا تھا وہ رضامند نہیں ہوتی۔

شاردا

{ فوراً } میری بیٹی، کسی کالیست سے شادی کرنے پر کیسے رضامند ہوسکتی ہے۔

ناگن

کیوں؟ برھمو سماجیوں میں، تو ایسی شادیاں ہوتی ہی رہتی ہیں۔

شاردا

ہم ایسے برھمو بننے سے باز آئے۔

ابونی

[کچھ سوچکر] ناگن بابو، تم نے اپنے والد سے بھی پوچھ لیا ہے، وہ تو برھمو نہیں ہیں۔

ناگن

[سر کھجاتے ہوئے] اُن ن ن ن ن ن ن ن ن اُن سے تو ابھی نہیں پوچھا۔

شاردا

تو پھر تمہارا سوال کرنا ہی فضول تھا۔

[تارک ناتھ دت اسد ہاسٹی، اور مینا داخل ہوتے ہیں]

ابونی

[ان کو داخل ہوتے دیکھکر] بنا سئے تارک بابو سے ملاقات ہے

[تعارف کراتا ہے]

[تارک سے مخاطب ہوکر] مسٹر بنائے بھوشن بیرسٹرایٹ لا۔

[بنائے سے مخاطب ہوکر] مسٹر تارک ناتھ دت [تارک اور بنائے ہاتھ ملاتے ہیں]

تارک

[بنائے سے اپنی بیوی کی طرف اشارہ کرکے] یہ میری بیوی ہیں۔

[بنائے سدہاسنی کی طرف ادباً سرخم کرتا ہے]

سدہاسنی

[بنائے سے مینا کی طرف اشارہ کرکے] اور یہ ہماری بیٹی مینا ہے۔

[دونوں باہم، جنبش سر سے اظہار اعتراف کرتے ہیں]

ابونی

[بنائے سے ناگن کی طرف دیکھتے ہوئے] بنائے یہ ہیں ڈاکٹر ناگندرو ناتھ بوس۔ ایم۔ بی۔ سی۔ ایچ۔ بی۔

[بنائے اور ناگن مصافحہ کرتے ہیں]

[دوسرے دروازہ سے سریش داخل ہوتا ہے]

بنائے

[سریش کو دیکھ کر] آہا، سریش تم آ گئے [مجلس کو مخاطب کرکے] آپ ہیں میرے نہایت عزیز دوست، ڈاکٹر سریش چندر ایم۔ ڈی

[سب بیٹھ جاتے ہیں، بنائے کچھ علیحدہ ایک کونہ میں بیٹھتا ہے]

شاردا

ڈاکٹر چیٹرجی، بنائے نے اکثر آپ کا ذکر کیا ہے، آج آپ سے ملکر بہت مسرت ہوئی۔

سریش

آپ اسقدر تکلف سے مجھے کیوں یاد فرماتی ہیں، بنائے کی طرح مجھ بھی صرف سریش کہکر پکاریئے۔

شاردا

[خوش ہوکر] اچھا، اچھا، میں سریش ہی کہونگی۔ تو سریش، امید ہے کہ تم کبھی کبھی ہمارے یہاں آیا کروگے

سریش

بسر و چشم۔ حاضر ہوا کرونگا۔ بنائے نے مجھے پہلے ہی سے مشتاق

بنا دیا ہے۔

شاردا

کس طرح ؟

سریش

بنائے اس گنگولی کے گانے کی اکثر تعریف کیا کرتے ہیں امید ہے کہ اس لطف سے آج بھی ہم محروم نہ رہیں گے۔

شاردا

[مسکرا کر] اندو، بیٹی یہاں آؤ، سریش تمہارا گانا سننا چاہتے ہیں کچھ سنا دو۔

اندو

بہت بہتر —— [گاتی ہے]

[گیت]

نیّا آن پڑی منجدھار ....

بیڑا لگا دو پار —— کھویّا .... نیّا آن ....

درشن بن جیون ہے کٹھن —— تورے درشن بن جیون ہے کٹھن

موری برہن کٹتے ہے نارے گن گن۔۔ برہن کٹے ہے تارے گن گن.....

دل کو نہیں ہے قرار.......... بیڑا لگا دو پار کھویّا۔

نیا آن پڑی منجدھار......... بیڑا لگا دو.....

نرنجن تم بن نگرا اندھیرا۔۔۔۔۔ نرنجن تم بن نگرا اندھیرا۔

دکھ بھنجن ہے درشن تیرا۔۔۔۔۔ دکھ بھنجن ہے درشن تیرا۔

تیری لیلا ہے سنسار.......... بیڑا لگا دو پار کھویّا۔

نیا آن پڑی منجدھار۔۔۔ بیڑا لگا دو پار.....

سب

واہ وا۔۔۔۔۔ واہ وا۔۔۔۔۔

سویش

(خود بخود) کیا آواز ہے! اُن تصویروں نے تو اندو کے ساتھ ظلم کیا ہے، یہ رنگ، یہ انداز اُن میں کہاں؟ ہاں، بنانے کے سوال کا کیا حشر ہوا، اُس نے آج شادی کی درخواست تو ضرور کی ہوگی، لیکن وہ تو کچھ اُداس سا معلوم ہوتا ہے، اندو بھی کچھ ایسی خوش نظر نہیں آتی۔

اندو

مینا، اب تمہاری باری ہے، تم بھی کچھ سناؤ۔

مینا

گانے میں تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے، مگر، آپ کو سُن کر میرا گانا کون پسند کریگا؟

سدہامئی

نہیں، مینا اُٹھو، اندو کہتی ہے تو ضرور کچھ سنا دو۔

مینا

یوں ہی سہی۔

[مینا باجہ شروع کرتی ہے] [اندو بناٹے کے پاس جاکر بیٹھتی ہے]

اندو

بناٹے، مینا کو دیکھا۔

بناٹے

ہاں ـــــ لیکن مجھے کیا؟

اندو

تمہیں کچھ نہیں؟ ——— تم کو تو اس سے شادی کرنا ہے۔

بنائے

مجھے؟ ——— اس سے ——— شادی؟ کیا کسی کا حکم ہے۔

اندو

ہاں، یہ میرا حکم ہے۔ میں نے ہمیشہ تم پر حکم چلایا ہے۔ کیا آج میں تم پر حکم چلانے کا اختیار نہیں رکھتی؟ بھائی، پیارے بھائی، میری بات مان لو، میں، مینا کو جانتی ہوں، بہت اچھی لڑکی ہے مجھ سے تین سال چھوٹی ہے، اسی سال ایف۔ اے پاس ہوئی ہے۔ سینا پرونا، کھانا پکانا، غرض خانہ داری کے تمام کاموں کا سلیقہ ہے، کہو تمہیں اس کا گانا بھی پسند آیا؟

بنائے

ابھی تو اُس نے گانا شروع بھی نہیں کیا۔

اندو

ابھی گائے گی، باجہ درست کر رہی ہے۔

[رینا گانا شروع کرتی ہے]

[گیت]

ہے سندر روپ رنجن، تم نندن پھول ہار
اے ... سندر روپ رنجن ......
تم انت نو اسشنت انتسر یا مار
اے .... سندر روپ رنجن ......
آکاش گھومے چرنوں کو چومے اک پل میں سو سو بار
اے .... سندر روپ رنجن ......
گل کی مہک کہیں، مہ کی چمک کہیں، جلوؤں کا کب ہے شمار
اے .... سندر روپ رنجن ......
حسن صنم میں، نور حرم میں، قدرت تیری آشکار
اے .... سندر روپ رنجن ......
دل کا لہو اور آنکھ کا آنسو قدموں پہ تیرے نثار
اے .... سندر روپ رنجن ......

اندو

واہ کیا کہنا ہے۔

سب

واہ وا۔ بہت خوب، بہت خوب۔

اندو

کہو اب کیا رائے ہے؟

بنائے

ہاں، گاتی تو خوب ہے۔

اندو

سچ سچ کہو، مجھ سے اچھا گاتی ہے یا نہیں؟

بنائے

ہاں، باجہ کے ساتھ اس کی آواز خوب مل رہی ہے۔

[اندو اُٹھکر سدہامنی کے پاس جاتی ہے]

اندو

[سدہامنی سے] بنائے بابو سے تو اب آپ کی ملاقات ہوگئی۔

کہئے آپ نے اُن کے متعلق کیا رائے قایم کی؟

سدہاشی

شکل صورت تو اچھی ہے، مگر آدمی کچھ خشک سا معلوم ہوتا ہے۔ سُنا ہے آجکل کام خوب چل رہا ہے۔ شاید اسی کا گھمنڈ ہو۔

اندو

نہیں نہیں، اس کی خاص وجہ ہے۔ اُن کو ذرا اپنے گھر بلا کر تو دیکھئے۔ آپ اُن کے مزاج سے واقف ہو جائیں گی۔

سدہاشی

ہاں یہ ٹھیک ہے، کل ہی ہمارے ہاں دعوت ہے، ان کو بھی بلا لوں گی۔

[ملازم داخل ہوتا ہے]

ملازم

[ابونی سے] حضور کھانا تیار ہے۔

ابونی

[اُٹھ کر، اور سب سے مخاطب ہو کر] تشریف لے چلئے۔

[سب جاتے ہیں]

پردہ

تیسرا منظر

تارک ناتھ دت کا کمرۂ ملاقات

[ہدایات]

[بنائے اور سریش باتیں کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں]

بنائے

[جیب سے گھڑی نکال کر دیکھتے ہوئے] مگر سریش، ہم تو وقت سے کچھ پہلے آگئے۔

سریش

آؤ بیٹھ جاؤ۔ مجھے تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔

[دونوں بیٹھ جاتے ہیں]

سریش

[سوچتے ہوئے] تو، تمہیں جواب مل گیا۔

بنائے

[بگڑ کر] جواب سا جواب، وہ تو کہتی ہے تم میرے چھوٹے بھائی ہو۔
اور سروپش میں اُس سے پانچ سال بڑا ہوں۔

سروپش

کہتی تو سچ ہے، شوہر کو بیوی سے کم از کم دس برس بڑا ہونا چاہئے۔
عورتوں کی ہوشمندی عمر پر منحصر نہیں۔

بنائے

لیکن سُنا ہے، کہ بادشاہ، اور عورت اُسی سے محبت کرتے ہیں جو
ہر وقت اُن کے پاس رہتے ہوں، اگر یہ صحیح ہے تو اندو کو ضرور مجھ
سے محبّت ہونی چاہئے۔

سروپش

مگر عورت اپنے بچپن کے ساتھیوں کو ہمیشہ اُسی نظر سے دیکھتی ہے۔
اُن سے اس قسم کی محبت نہیں کر سکتی۔

بنائے

[مایوسی سے] ہاں، اس میں اب کیا شک ہے، اگر اندو کو مجھ سے محبت
ہوتی، تو کبھی میری شادی، مینا سے کرانے کی تدبیر نہ کرتی۔

سرِیش

مگر بینا بھی تو خوبصورت ہے، اور تمہاری ہم قوم بھی ہے۔

بنائے

تو، اگر آپ، بینا کو اسقدر پسند کرتے ہیں، تو اس سے خود ہی شادی کیوں نہیں کر لیتے۔

سرِیش

اگر وہ میری ہم قوم ہوتی تو یقیناً میں اُس سے شادی کرنے میں پس و پیش نہ کرتا۔

بنائے

تو، شادی کے معاملہ میں، تم بھی ذات پات کے قائل ہو۔

سرِیش

بے شک۔

بنائے

تو پھر تم کو اندو سے شادی کرنی چاہئے۔

سرِیش

تو تم اُسے چھوڑ چکے ہو کیا ؟۔

بنائے

اُس نے مجھے چھوڑ دیا، میں اُسے کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ مگر سریش اندو ابھی تک نہیں آئی، تم یہیں ٹھیرو، میں اُس کو دیکھ آؤں۔

[بنائے جاتا ہے]

سریش

[خود بخود] اگر بنائے اندو کا خیال چھوڑ دیتا، تو میں بھی ایک مرتبہ قسمت آزما لیتا۔ بنائے کی دوستی کا لحاظ اندو کی محبت کے خیال کو اُبھرنے نہیں دیتا، اگر دنیا میں کوئی ایسی چیز ہے جسکو پہلی نظر کی محبت کہہ سکتے تو میرے دل میں وہ محبت یقیناً پیدا ہو چکی ہے لیکن اب اُس محبت کو دل کی گہرائیوں میں ہی دفن رہنا چاہئے اور جب تک بنائے کی شادی کسی دوسری جگہ نہ ہو جائے اس کا نام بھی زبان پر نہ آنا چاہئے۔ بنائے کو اتنی دیر کہاں ہو گئی، دیکھوں۔

[جاتا ہے]

[دوسری طرف سے اندو اور بینا داخل ہوتی ہیں]

اندو

مینا، کل تو، ہمارے یہاں تم نے کئی نئے آدمیوں کو دیکھا، تمہاری اُن کے متعلق کیا رائے ہے۔

مینا

ایک ایک کر کے پوچھو تو بتاؤں۔

اندو

اچھا تو ناگن بابو کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔

مینا

شکل صورت تو اچھی ہے مگر چہرہ پر کچھ زنانہ پن برستا ہے۔ اگر عورت ہوتے تو کیا کہنا تھا۔ مگر جبتک بیٹھے رہے کوئی بات نہیں کی۔ کچھ افسردہ سے معلوم ہوتے تھے۔

اندو

خیر، افسردگی کا تو سبب بھی تھا۔ اب کہو سرلیش بابو کی بابت کیا خیال ہے۔

مینا

وضع قطع بہت شریفانہ تھی، گفتگو کا بھی خاص انداز تھا۔ مگر سنجیدگی اور متانت

بہت زیادہ ہے۔

اندو

اور بنائے ؟

مینا

[بے پروائی سے] بنائے ! ہاں، اماں جان نے اس قسم کا نام تو لیا تھا، مگر میں نے اُن کو نہیں دیکھا۔ وہ کون تھے، کہاں بیٹھے تھے۔

اندو

[اپنے آپ سے] سمجھ گئی۔ [مینا سے مخاطب ہوکر] آج وہ آئیں، تو ذرا اچھی طرح دیکھ لینا، وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں، میں چاہتی ہوں کہ تم بھی مجھے مشورہ دے سکو۔

مینا

[طنز سے] تم نے ٹکڑا ابھی تو چاند سا پایا ہے، تم سے شادی کرنا کون نہ چاہے گا۔ مگر ہیں تو وہ بھی کایستھ۔

اندو

تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ کایستھ ہیں۔ تم تو کہتی تھیں کہ تم اُن سے

واقف نہیں ہو +

مینا

[ذرا سنبھلکر] کہا تو، کہ اماں جان نے اُن کا ذکر کیا تھا +

اندو

گھبراؤ نہیں، اُنھوں نے میرے لئے باوا سے سوال نہیں کیا، صرف مجھ سے کہا تھا، اور میں نے انکار کردیا ہے۔ میدان خالی ہے۔ تمہارے لئے کوئی رُکاوٹ نہیں +

مینا

تو اگر تم کسی برہمن ہی سے شادی کرنا چاہتی ہو، تو سریش بابو سے کیوں نہیں کرلیتیں۔ میں خوب سمجھتی ہوں، اُنہیں کی تعریف سُننے کو یہ تمہید اُٹھائی گئی تھی +

اندو

[سنبھلکر] تمہید، سریش کی تعریف کے لئے نہ تھی، بنانے کی تعریف تمہاری زبانی سُننے کی ضرورت تھی۔ مگر یہ ننھی سی جان، اتنی چالاک ہوگی اس کا مجھے سان گمان بھی نہ تھا +

مینا

آنے دو سریش بابو کو سب کچھ صاف صاف نہ کہہ دوں تو کہنا۔

اندو

چپ چپ، وہ دیکھو سب کے سب آگئے

[تارک ناتھ، سدھامئی، آبونی، شاردا، ناگن، بنائے، سریش وغیرہ داخل ہوتے ہیں]

سدھامئی

(میناسے) مینا، تمہاری وائیولن کہاں ہے ذرا اُٹھا تو لاؤ۔

مینا

وائیولن کا کیا کام ہے، یہ رکھی ہے۔

سدھامئی

سریش تمہارا گانا سننے کو کہہ رہے ہیں۔

مینا

ہم ہی روز ... وز گائیں۔ اور یہ سب سُنا کریں۔

سریش

گانا تو کچھ عورتوں ہی کو زیب دیتا ہے، مردوں کا گانا ذرا خطرناک ہوتا ہے۔

سدہا منی

(حیران ہوکر) خطرناک کیسا ؟

سریش

یہی کہ اُن کی دلکش آواز سے کانوں کے پردے پھٹنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

سب

(ہنستے ہیں) ہا ہا . . . .

مینا

تو آپ کو دوسروں کے کانوں کا کیا غم، ہم تو آج آپ سے ضرور گانا سنیں گے۔

بناسے

(خود بخود) جواب تو ترکی بہ ترکی دیتی ہے۔

سریش

دیکھئے ہم تو مہمان ہیں، آپ کا فرض ہے کہ آپ ہماری خاطر کریں۔

مینا

اچھا تو شرط یہی ہے کہ آپ سب کو بھی گانا پڑے گا۔

ناگن

مجھے تو معاف رکھئے گا، میں تو تان سین ہی ہوتے ہوتے رہ گیا۔

سریش

[مینا سے] خیر، آپ گائیے تو، پھر دیکھا جائے گا۔

اندو

ہاں، مینا اب گاؤ بھی۔

[مینا اندو کی طرف رُخ کرکے گاتی ہے]

[گیت]

چھوڑ دے، مورے پیا کو بیرن، چھوڑ دے مورے پیا کو بیرن، چھوڑ دے

مورا سانورا ساجن، چھوڑ دے مورے پیا کو بیرن، چھوڑ دے

جب سے کیا تو نے شام کو بس میں

بھٹکت ہوں، بن جوگن بن بن، چھوڑ دے مورے پیا کو بیرن، چھوڑ دے

اب کے جو آئیں پیا، مورے انگنوا

چرنو نہیں واکے ڈالوں پریم کے بندھن، چھوڑ دے مورے پیا کو بیرن چھوڑ دے

من میں چھپا کے راکھوں، نینوں میں لا کے راکھوں

جھپکوں پلک ناہیں، نسدن، پل چھن، چھوڑ دے مورے پیا کو بیرن چھوڑ دے

سب

بہت خوب۔

بنائے

کیا کہنا ہے۔

سریش

واہ وا واہ۔

اندو

[مینا کے پاس جاکر] میں نے تو چھوڑ دیا ہے۔

مینا

[شرما کر] اندو، اب سریش بابو کی باری ہے۔

[اندو شرم سے گردن جھکا کر خاموش ہو جاتی ہے]

سریش

تو میں حاضر ہوں۔

(سریش ہارمونیم پر گاتا ہے)

[گیت]

ہر رنگ میں ہے تیری شان نئی
شان نئی، ہر آن نئی - ہر رنگ میں.....
دیس میں تو پردیس میں تو
ہر شکل میں تو ہر بھیس میں تو.....ہر رنگ میں.....
تو صحن چمن میں پھول بنا
تو بحر میں بن کر موج اُٹھا - ہر رنگ میں.....
تو رنگِ شفق، تو ماہِ اُفق
تو صبح طرب، تو شام قلق
ہر رنگ میں ہے.....

سب

واہ وا واہ

بنائے

سر لبش تم تو خوب گاتے ہو۔ بھائی۔

اندو

بنائے، اب تم گاؤ۔

مینا

(خود بخود) اندو تو بنائے بابو بھی نہیں کہتی، اور کہتی کس حکومت سے ہے "بنائے اب تم گاؤ" اتنی بے تکلفی۔

بنائے

(اندو سے) تم جانتی ہو، میں گانا نہیں جانتا، پھر بھی اصرار ہے۔

مینا

(خود بخود) اتنی راہ و رسم ہے۔

تارک

گائیے بھی بنائے بابو، ایسا بھی کیا تکلف۔

بنائے

اگر آپ فرماتے ہیں، تو خیر۔ [بنانے اندو کی طرف مخاطب ہو کر گاتا ہے]

[گیت]

مورے من میں آن بسو ساجن

مورے انگ میں آن رچو ساجن

ناراین، ناتھ، نرنجن ہو — آنکھوں کی جوت ہو انجن ہو

سکھ داتا ہو دکھ بھنجن ہو — میرے دکھ سنکٹ کو ہرو ساجن

مورے من میں آن بسو ساجن

مورے من میں دھونی رمائے دیو — ہر دے میں سیج بچھائے دیو

مجھے ذات میں اپنی مٹائے دیو — موسے اپنے ہی رنگ رنگو ساجن

مورے من میں آن بسو ساجن

تم سورج میں تم چندر میں — تم نگر ڈگر میں ساگر میں

مو[illegible] کے جل مندر میں — تم سندر فسرن دھرو ساجن

مورے من میں آن بسو ساجن

سب

واہ وا واہ۔

مینا

(خود بخود) ہوں، اندو نے بنانے کو چھوڑ تو خوب دیا ہے۔

سریش

کیا کہنا ہے، ابنائے اگر کچھ دن اور یونہی مشق کرتے تو معاش سے بے فکر ہو جاؤ گے۔

ناگن

(بظاہر اپنے آپ سے) ہم سے گانے کے لئے کوئی نہیں کہتا۔

مینا

اس بھول سے آپ معذور نہیں ہو سکتے۔ اب آپ گائیے۔

ناگن

بشرطیکہ ہارمونیم آپ بجائیں۔

مینا

(ہارمونیم کے پاس بیٹھکر) فرمائیے۔

(ناگن میناکی طرف دیکھتے ہوئے گاتا ہے)

(گیت)

ناگن ہم تو تمہاری پوجا کریں گے ساجن.......

من میں بچھائے کے پریم کا آسن ، ہم تو...........

جب سے پریم کیا ہے تم سے، سب سے ہوئے نیارے

دور رکھو یا پاس بلالو، ہم تو داس تمہارے ہم تو.........

آنسوؤں کے پھولوں سے ہم نے نینن تھال سجایا

ماتھے پر بھگتی کے چندن کا سہے تلک لگایا ہم تو.......

بنائے

(ناگن کے انداز کو دیکھکر خود بخود) اوہ ہو، یہ بدمعاش تو مینا سے اظہار عشق کر رہا ہے۔ کہیں یہ بھولی لڑکی اس کے دامِ فریب میں نہ پھنس جائے۔ میں اسے بچاؤں گا۔

(بنائے سریش کو لیکر، تارک اور سدھامنی کے پاس جاتا ہے)

اندو

(مینا سے) بنائے اور ناگن بابو تو خوب گاتے ہیں۔

مینا

(شرارت سے) سریش بابو کی تعریف تو اُڑا ہی دی۔

سدھامنی

[مینا سے] مینا ذرا ادھر تو آؤ۔

[مینا سدہامنی کے پاس جاتی ہے] [بنانے ناگن کے پاس آتا ہے]

بنانے

[ناز سے] ڈاکٹر بوس، مجھے مبارکباد دو، مینا مجھ سے منسوب ہوگئی ہے۔

ناگن [متحیر ہوکر] مبارکباد، جناب۔

[بنانے مسکراتا ہوا سریش کی طرف بڑھتا ہے]

ناگن

[علیحدہ] بنانے یہ سب کچھ مجھے ذلیل کرنے کے لئے کرگذرا ہے۔

میں بھی دیکھ لونگا۔ [جاتا ہے]

پردہ

دوسرا باب

پہلا منظر

بنائے بھوشن متر کا دفتر

[ہدایات]

[بنائے اور سریش آمنے سامنے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں اور سگرٹ پی رہے ہیں]

سریش

مگر اس بات کی تو میں ضرور تعریف کروں گا کہ تم نے مس گنگولی کو اسقدر جلد بھلا دیا۔

بنائے

سچ سچ پوچھتے ہو... میں اندو کو ابتک نہیں بھلا سکا۔

سریش

[کچھ حیران ہوکر] تو پھر تم نے شادی کرنے میں ایسی جلدی کیوں کی۔

بنائے

میں نے صرف ایک اخلاقی فرض ادا کیا ہے۔ میں اُس ذلیل بدمعاش ناگن بوس کو کبھی اجازت نہ دے سکتا تھا کہ وہ مینا کی سی بھولی لڑکی کی زندگی برباد کردے۔

سریش

[سوچتے ہوئے] تو تم نے ایک بُرائی کا علاج ایک دوسری بُرائی سے کیا ہے۔ اب کیا ہوسکتا ہے بنائے؟

بنائے

[فوراً] نہیں سریش میں مینا سے محبت کرونگا۔ اندو سے بھی زیادہ محبت کرونگا۔

سریش

مگر بنائے، ان دونو محبتوں میں بڑا فرق ہوگا۔ مینا بہت عقلمند ہے وہ اس ظاہرداری کے پردے میں حقیقت کو دیکھ لیگی۔

[سریش کی نظر البم پر جا پڑتی ہے]

بنائے تم کتنے بیوقوف ہو۔ تمہاری شادی کے بعد اس البم کو یہاں ؤ رہنا چاہیئے تم عورتوں کی طبیعت سے واقف نہیں۔

بنائے

(البم کو اٹھاتے ہوئے) لو میں اسے بند کئے دیتا ہوں۔ ابھی ابھی اسے میں نے ذرا دیکھنے کو نکالا تھا۔

(میز کے دراز میں رکھ کر اسے بند کر دیتا ہے)

سریش

میرے خیال میں تو تمہارے گھر میں اس کی موجودگی ہی اچھی نہیں اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو اسے میں اپنے پاس رکھوں۔

بنائے

جب تمہاری شادی اندو کے ساتھ ہو جائیگی تو میں اسے تمہیں دے دونگا۔

سریش

دیکھو بنائے، میاں بیوی میں کوئی راز نہ ہونا چاہیئے۔ یہ آنکھ مچولی گھروں میں نہیں کھیلی جاتی۔

بنائے

اوہ، یہہ تو ایک معمولی بات ہے۔

سریش

یہی معمولی باتیں بڑھتے بڑھتے بہت اہم ہو جاتی ہیں۔ تم اس البم کو مجھے دیدو۔

بنائے

(مسکراکر) تو یہ کیوں نہیں کہتے تمہیں اندو سے محبت ہو گئی ہے۔ سچ سچ کہو سریش، ہے نا؟

سریش

(بڑی متانت سے) جس دن سے میں نے اندو کو دیکھا ہے۔ اسی دن سے مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے۔ مگر بنائے، میں نے عہد کر لیا تھا کہ جبتک تمہاری شادی نہ ہو جائے گی میں اس کا ذکر تک نہ کرونگا۔

بنائے

(مسکراکر) تو خیر تمہیں اس عہد پر قایم رہنے کے لیئے کچھ ایسی تکلیف

برداشت کرنا نہیں پڑی۔ اب تو میری شادی ہو چکی ہے۔ تم بھی
اندو سے شادی کا سوال کر دو۔

سرلیش

مجھے اس کے دل کا حال کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ خدا جانے
وہ مجھے پسند بھی کرتی ہے یا نہیں؟

بنائے

یہ بات تو مینا اچھی طرح معلوم کر سکتی ہے۔ عورتیں اپنے راز لڑکیوں
سے نہیں چھپایا کرتیں۔

سرلیش

مگر مجھے عورتوں کی قوت فیصلہ پر اعتماد نہیں۔ وہ ہر معاملے میں
بہت جلد رائے قایم کر لیتی ہیں۔ ہاں اگر تم یہ تکلیف گوارا
کرو تو میں بہت ممنون ہونگا۔

بنائے

بہت اچھا۔ میں اندو سے اس کے خیالات معلوم کر لونگا۔ غالباً
وہ مجھ سے سب کچھ کہہ دیگی [اُٹھکر] لو آؤ ذرا ہوا خوری کر آئیں

بیٹھے بیٹھے جی اُکتا گیا ہے۔

سریش

نہیں بھائی میں تمہارے ساتھ نہ جاؤنگا۔ مسز متر خفا ہوجائینگی
اب تمہارے وقت پر اُنہیں کا حق ہے۔

بنائے

اجی نہیں وہ تو مکان کی آراستگی میں اسقدر مصروف ہیں کہ
اُنکو خفا ہونے کی بھی فرصت نہیں۔

سریش

توچلو

[جاتے ہیں، مینا دوسرے دروازے سے داخل ہوتی ہے]

~~بنائے~~ مینا۔

[سوچتے ہوئے] میرا خیال غلط تھا۔ ان کو اندو سے محبت نہیں۔ نہ
اندو کو ہی ان سے محبت ہے۔ اگر اسے محبت ہوتی تو وہ ان کی
شادی ہی مجھ سے کیوں ہونے دیتی۔ اندو یقیناً سریش بابو کو
چاہتی ہے۔

[اس کی نظر کنجیوں پر جا پڑتی ہے]

لو وہ اپنی کنجیاں تو یہیں بھول گئے کتنے بے پروا ہیں۔ مگر یہ
کنجیاں ہیں کیسی۔ گھر بھر کی کنجیوں کا گچھا تو میرے پاس ہے۔ وہ
ایسا کونسا قیمتی خزانہ ہے جس کی کنجیاں وہ اپنے پاس رکھتے
ہیں۔ اس میز کے دراز کو کھول کے تو دیکھوں اسمیں کیا رکھا ہے۔۔۔

[کنجیاں لیکر میز کی طرف بڑھتی ہے پھر کچھ سوچکر رُک جاتی ہے]

جانے بھی دو مناسب نہیں۔

[کنجیوں کے گچھے کو اُچھال اچھال کر سوچتی ہے۔ اور پھر بالکل
غیرارادی طور پر کنجیوں کو باری باری دراز کے تالے میں لگاتی ہے: تالا
کھل جاتا ہے اور وہ دراز کو ایکبار کھینچ لیتی ہے]

واہ وا اس میں تو تصویروں کا البم ہے۔

[البم کو نکالکر دیکھتی ہے]

یہ تو اندو کی تصویر ہے۔ مگر اسوقت کی جب وہ بہت چھوٹی تھی۔

[پھر دوسرا ورق اُلٹتی ہے]

یہ بھی اندو ہی کی تصویر ہے۔

[پھر جلدی جلدی ورق الٹتی ہے اور پریشان ومغموم ہو جاتی ہے]

ہیں ! یہ تو سب کی سب اندو ہی کی تصویریں ہیں۔ اسمیں اتنے ورق خالی ہیں، میری تصویروں کو اس البم میں نہیں رکھا۔

[پھر کھلی ہوئی دراز کی طرف دیکھتی ہے اور بہت سے خطوط دیکھ کر حیران ہو جاتی ہے]

اس دراز میں تو خط ہی خط ہیں۔

[ایک خط اٹھا کر دیکھتی ہے]

" میرے پیارے بنائے

اب تمہارے بغیر وقت کاٹنا مشکل ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔ تمہیں میری کیا پروا۔ وہاں ہر وقت مہ جبینوں کا جمگھٹا ہوگا۔ میں تمہیں کیوں یاد آتی۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر میرا تمام وقت تمہاری یاد میں ہی گذرتا ہے۔۔۔۔۔۔

تمہاری

اندو "

" تمہاری اندو" کیا کوئی عورت اپنے شوہر کے سوا کسی اور کو ایسا

خط لکھ سکتی ہے...... دیکھوں تو ان خطوں میں کیا لکھا ہے.....

[ایک ایک کرکے کئی خط کھولتی ہے اور انہیں سرسری نظر سے پڑھتی جاتی ہے]

"تمہاری پیاری اندو" "تمہاری وفادار اندو" "تمہاری اور صرف تمہاری اندو"

[خطوں کو دراز میں پھینک دیتی ہے]

آہ میں اب نہیں پڑھ سکتی۔ اس سے زیادہ مجھے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں.........

[سوچتے ہوئے] تو یہ شادی محض ایک بہانہ ہے تاکہ وہ اس پردے میں کھلم کھلا عیش کریں۔ آہ میں نے کتنا دھوکا کھایا کتنی بڑی غلطی کی...........

اگر میں ناگن سے شادی کر لیتی.......... ہیں! ہیں!! ہیں کیا کہہ گئی۔ وہ بُرے سہی۔ اندو بدعصمت سہی، مگر کیا ان کے ساتھ میں بھی بدکار ہو جاؤں...... نہیں! ہرگز نہیں!!

[استقامت سے اُٹھ کر البم کو دراز میں بند کر دیتی ہے] (پردہ)

دوسرا منظر

ابونی بابو کا کمرۂ ملاقات

[ہدایات]

[ناگن کمرے میں بیٹھا ابونی بابو کا انتظار کر رہا ہے اور خود بخود اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہے]

ناگن

بنائے کی قسمت ہے تو زبردست! سچ ہے خدا جسے دیتا ہے اسیطرح دیتا ہے اور جسے محروم رکھتا ہے میری طرح ہر بات سے محروم رکھتا ہے.... مگر میرا خیال تھا کہ بنائے اندو سے محبت کرتا ہے اور اس نے صرف مجھے ذلیل کرنے کے لئے مینا سے شادی کر لی ہے.......... نہیں نہیں وہ ضرور مینا سے محبت کرتا ہے....

[ابونی۔ نشا رداا ور سریش داخل ہوتے ہیں]

ابونی

[ناگن سے ہاتھ ملاکر] معاف کیجئے گا ڈاکٹر بوس۔ مجھے آنے میں ذرا دیر ہوگئی۔ میں کچھ ایسا ہی مصروف تھا۔

ناگن

کچھ مضائقہ نہیں۔ کہئے آپ کی طبیعت تو اچھی ہے۔

ابونی

آپ کی مہربانی [سریش کی طرف متوجہ ہوکر] ہاں سریش تم نے تو کہا تھا کہ میں اکثر آیا کرونگا۔

شاردا

اُس دن کے بعد آج ہی تو تم آئے ہو۔

سریش

میں ان دنوں اتنا مصروف رہا ہوں کہ بنائے تک سے ملنے کی فرصت نہیں ہوئی [دروازے کی طرف دیکھ کر] آہا گیا اچھا ہوا بنائے اور مسز متر بھی یہیں آگئے۔

[سب ایک دوسرے سے ملتے ہیں]

شاردا

[مینا سے] مینا تم کچھ بیمار ہو گیا؟ تمہارا چہرہ کیوں اُترا ہوا ہے۔

مینا

نہیں تو میں تو بالکل تندرست ہوں۔

ناگن

[علیحدہ ہو کر] ہوں! ضرور کوئی نہ کوئی بات ہے اس موقع سے
ضرور فائدہ اُٹھانا چاہیئے [پھر مجلس سے مخاطب ہو کر بڑی ہمدردی کے
انداز سے] تندرست رہیں بھی کیسے مسٹر متر تو دن رات اپنے کام
میں مصروف رہتے ہیں نہ کبھی سیر نہ کوئی تفریح - ہر وقت گھر میں بند
رہنے سے چہرہ نہ اُترے تو اور کیا ہو [سریش سے مخاطب ہو کر] ڈاکٹر
چٹرجی اگر مسٹر متر کو فرصت نہیں تو آپ ہی ان کے ساتھ ہوا خوری کو
تشریف لے جایا کریں۔

بناسئے

سریش کو اتنی فرصت کہاں - ہاں ڈاکٹر بوس اگر آپ ہی کبھی کبھی
یہ تکلیف گوارا فرمالیا کریں تو بڑی عنایت ہو - آپ کے تو ان کے
خاندان سے دیرینہ تعلقات ہیں۔

ناگن

بھلا مجھے کیا عذر ہوتا۔ میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ آہا خوب یاد آیا۔ کل ایمپائر پیلیس میں کلوپٹرا کا مشہور ڈراما دکھایا جائیگا۔ اگر آپ انہیں وہاں لیجائیں تو یقیناً ان کا دل بہل جائیگا۔

بنائے

کل شام کو ؟۔ میں تو کل سات روز کے لئے بھاگلپور جارہا ہوں بہت بڑا مقدمہ ہے۔ اور میں دس ہزار روپے فیس بھی لے چکا ہوں۔

مینا

کلوپٹرا کا ڈراما دیکھنے کا تو مجھے مدت سے اشتیاق تھا۔ لیکن خیر پھر کبھی دیکھ لیا جائیگا۔

ناگن

(جلدی سے) مگر کل تو اس ڈرامے کی آخری رات ہے۔ پھر کیا معلوم کبھی ہو یا نہ ہو۔

بنائے

تو کیا ہرج ہے۔ مینا تم شوق سے جاؤ۔ ڈاکٹر بوس تمہیں اپنے ساتھ

لے جائیں گے۔ [ناگن سے] کیوں ڈاکٹر بوس آپ کل شام کو مصروف تو نہیں۔

ناگن

مصروف ہوتا بھی تو کیا تھا۔ یہ تو ایک ضروری کام ہے۔ میں ضرور حاضر ہونگا۔

مینا

نہیں نہیں میں نہ جاؤنگی میری طبیعت کچھ اچھی نہیں۔

بنائے

اسی لئے تو تمہیں جانا چاہئے۔ میری مصروفیتوں کی وجہ سے تم پر بڑا ظلم ہو رہا ہے [ناگن سے] ڈاکٹر بوس آپ کل انہیں ضرور لیجائیگا۔

ناگن

بہت بہتر

مینا

[علیحدہ ہوکر] ان کو میری ذرا بھی پروا نہیں۔ ایک غیر آدمی کے ساتھ مجھے باہر جانے کی اجازت دے رہے ہیں۔ ایسی محبت جسمیں رشک

نہ ہو محبت ہی نہیں ہوسکتی۔

بناسئے

[ناگن سے] ہاں میری غیر موجودگی میں آپ کبھی کبھی آکر انکی خیریت دریافت کرتے رہیئے گا۔ [مسریش سے] مسریش تمہیں بھی اگر فرصت ہو تو آتے جاتے رہنا۔

مسریش

بسروچشم۔ آپ کے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیوں بناسئے آج گانا وانا کچھ نہ ہوگا۔

بناسئے

دیکھئے اگر اندو مہربانی کردے تو شاید کچھ ہو جائے۔

مینا

[خود بخود] گویا مجھ سے کہنے کا تو ان کو کوئی حق ہی نہیں۔

اندو

مجھے تو آج زکام سا ہو رہا ہے۔ ہاں مینا گائیگی۔ آؤ مینا کچھ سنا دو۔

مینا

[اظہار خفگی سے] نہیں میں نہیں گا سکتی۔

ناگن

[علیحدہ ہو کر] آج تو بہت خفا ہیں۔

اندو

[مینا سے] نہیں گاؤ گی کیا؟ ہم تو آج تمہیں سے سنیں گے۔

مینا

[طنز سے] سریش بابو سے کہو وہ تمہیں سنائیں گے۔

سریش

[مصنوعی عاجزی سے] ہم غریب مردوں کو بھی نہ کام ہو سکتا ہے۔

شاردہا

[سریش سے] اب تم بھی عورتوں کی طرح تکلف کرنے لگے۔ بس ٹریا گاؤ بھی۔

سریش

[مجبور سا ہو کر] فرمائیے کیا عرض کروں۔

شاردہا

جو تمہارا جی چاہے۔ کوئی غزل سنا دو۔ تو کیا کہنا۔

سریش

بہت بہتر۔ جو ارشاد۔

[سریش گاتا ہے مگر بار بار اندو کو مخاطب کرتا ہے]

غزل

کسقدر ستمگر ہیں اور جفا نہیں کرتے
غمزہ بھی تغافل میں وہ روا نہیں کرتے

عشق میں عزیزوں کی چارہ سازیاں معلوم
اب دوا نہیں ہوتی اب دعا نہیں کرتے

رہ گئے ہم آخر کو سادگی امیدوں کی
اسقدر بھی اے ہمت حوصلا نہیں کرتے

میں غریب کیا کہتا تم کو آرزو دشمن
ورنہ تم جو کرتے ہو آشنا نہیں کرتے

کیا اُنہیں سے کہدوگے مدعا سہما اپنا
وہ جو مسکراتے ہیں اور سنا نہیں کرتے

اندو

[الگ ہوکر] کیا واقعی سریش مجھ سے محبت کرتا ہے۔ غزل گاتے وقت وہ میری طرف کیوں دیکھتا تھا۔

بناسے

[اندو کو علیحدہ کھڑے ہوئے دیکھ کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے] اوہو میں سریش کا کام تو بھول ہی گیا۔ اندو! ذرا ادھر تو آنا مجھے تم سے ایک کام ہے۔

اندو

[دوسرے کمرے میں جاتے ہوئے] کیا

[دونوں جاتے ہیں]

مینا

[یکلخت بیقرار ہوکر اور دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر] اُف میرا سر چکرا رہا ہے، مجھے غش سا آرہا ہے۔ میں گھر جاؤنگی۔

ناگن

[کچھ سمجھکر] سمجھ گیا۔

شاردہا

[مینا سے] تو بنانے کو بلاؤں ؟

ناگن

[علیحدہ ہوکر] یہی وار کرنے کا موقع ہے [آگے بڑھ کر] نہیں آپ انہیں کیوں تکلیف دیتی ہیں۔ میں بھی جا رہا ہوں۔ انہیں لیتا جاؤنگا۔

شاردہا

[گھبراکر] آپ کھانا نہیں کھائیں گے کیا ؟

ناگن

معاف کیجئے گا میری طبیعت اچھی نہیں۔ ہاں اگر آپ کو ان کے میرے ساتھ جانے پر اعتراض ہو تو الگ بات ہے۔

شاردہا

[مجبور ہوکر] نہیں اعتراض بھلا کیا ہوسکتا ہے۔ [مینا سے] مینا کیا واقعی تم گھبرا گئی ہو۔

مینا

[بہت لاچاری سے] ہاں اب میں بالکل ٹھیر نہیں سکتی۔

ناگن

[جلدی سے] تو پھر آئیے تشریف لے چلئے

[دونوں جاتے ہیں]

شاردہا

[عذرخواہی کے انداز سے] ناگن آدمی ملنسار ہے۔ میں اسے اتنا اچھا نہ سمجھتی تھی۔ سچ ہے انسان کے ظاہر اور باطن میں بہت فرق ہوتا ہے

[اندو اور بنائے واپس آتے ہیں]

شاردہا

بنائے۔ مینا کے سر میں درد تھا۔ ناگن بابو تمہارے گھر کی طرف جا رہے تھے میں نے اسے ان کے ساتھ بھجوا دیا ہے۔ وہ پہنچا تے جائیں گے۔

بنائے

آپ نے بہت اچھا کیا۔ میں ناگن کا شکریہ ادا کروں گا ہاں اندو کچھ گاؤ نو! تمہیں نہ کام نہ کام کچھ نہیں۔

اندو

مینا کی طبیعت اچھی نہیں۔ تم گھر جاؤ۔

بنائے

تو کیا آج کھانے سے جواب رہے گا۔ [شاردا سے] مینا کے سر میں درد ہی تھا نا؟ یہ تو عورتوں کو ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔

سریش

[بنائے کو الگ لے جاتے ہوئے] بنائے ذرا ایک بات تو سننا۔

اندو

[جاتے ہوئے] میں دیکھتی ہوں کھانے میں کتنی دیر ہے۔

شاردا

[اٹھ کر ابونی کے ساتھ جاتے ہوئے] اندو کی شادی اگر سریش کے ساتھ ہو جائے تو کیسا۔

ابونی

ہوں ہوں

[شاردا اور ابونی جاتے ہیں، سریش اور بنائے واپس آجاتے ہیں]

بنائے

(زور سے) میں جو تم سے کہتا ہوں کہ اسے تم سے محبت ہے تم ابونی بابو سے شادی کا سوال کر دو۔

سریش

نہیں بھائی میں انکار سے ڈرتا ہوں، جبتک ان کے دل کا حال بھی نہ معلوم ہو جائے۔ میں کچھ نہ کہونگا۔

بنائے

تو تمہاری شادی ہو چکی۔ دنیا کے کھیل میں جیت اُسی کی رہتی ہے جس میں کام کر گذرنے کا حوصلہ ہو۔

سریش

یہ تو تمہارا ہی حصّہ ہے۔ مجھ میں اتنی ہمّت نہیں۔

بنائے

تو پھر دنیا کے دھندوں میں تمہاری کامیابی مشکل ہے۔

سریش

خیر۔ دیکھا جائیگا۔ ہاں تم کو گھر جانا چاہیئے، مینا بیمار ہے وہ کیا کہیگی۔

بنائے

کہیگی کیا۔ وہ بیمار ہی کہاں ہے۔ جب ذرا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو

میں منا لونگا۔

سریش

عورت کو منانا اسقدر آسان نہیں۔

اندو

[داخل ہوکر] آئیے کھانا تیار ہے۔

بنائے

[اظہار مسرت سے] حاضر۔

[دونو جاتے ہیں]

پردہ

تیسرا منظر

بنائے کا کمرۂ نشست

(ہدایات)

[مینا ایک صوفے پر بیٹھی ہے، سامنے تپائی پر بنائے
کی تصویر رکھی ہے۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے
اپنے آپ سے باتیں کر رہی ہے]

مینا

صورت سے کسقدر شریف معلوم ہوتے ہیں۔ مگر کرتوت تو دیکھو! بھلا
ایسی کیا بات تھی جو میرے سامنے نہ ہوسکتی تھی۔ کس ڈھٹائی سے
اندو کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلے گئے۔ میرے سینے میں تو جیسے دل ہی نہیں؟
اندو کے ماں باپ تو یہ کھیل دس سال سے دیکھ رہے ہیں وہ کیوں
برا مانتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بس اب یہ ذلت برداشت نہیں کرسکتی۔ ۔ ۔ ناگن
بھی تو یہی کہتا تھا۔ وہ کتنا خوش تھا کہ وہ برہمن نہیں ورنہ اندو اس کے

سسر تھوپ ہی دی جاتی .... ہائے باوا کو ان ہی دنوں ولایت
جانے کی سوجھی ورنہ میں یہاں ایک منٹ کے لئے بھی نہ رہتی...... میں
ناگن کے ساتھ گھر آؤں یا کسی کے ساتھ بھاگ جاؤں انکو کچھ پروا نہیں...
[رومال سے آنکھوں پہ رکھ کر سوچتی ہے]

کلو پیٹرا..... اُف کتنی خوفناک عورت تھی......

[ملازم داخل ہوتا ہے]

ملازم

حضور۔ ڈاکٹر صاحب تشریف لائے ہیں۔

مینا

بلا لو۔

[ملازم جاتا ہے۔ مینا سنبھل کر بیٹھ جاتی ہے۔ ناگن داخل ہوتا ہے]

مینا

[دیکھ کر] آپ ہیں ناگن بابو؟ میں تو سمجھی تھی کہ سریش بابو آئے ہیں۔

ناگن

[لفظوں پر زور دیتے ہوئے] سریش بابو کو اتنی فرصت کہاں تھی۔ [مینا کے

چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے) کیوں طبیعت کیسی ہے۔ آج تو آپ کا چہرہ بہت اترا ہوا ہے۔

مینا

ہاں طبیعت کچھ اچھی نہیں۔

ناگن

دیکھوں تو آپ کی نبض؟

(کرسی آگے بڑھا کے بالکل مینا کے قریب بیٹھ جاتا ہے۔ اور نبض دیکھنے کے بہانے سے اس کے ہاتھ کو بہت دیر تک اپنے دونوں ہاتھوں میں لئے رہتا ہے)

ناگن

بخار تو نہیں۔ کچھ کمزوری معلوم ہوتی ہے۔ اگر آپ تھوڑی سی پورٹ پی لیں بلکہ ہر روز پی لیا کریں تو طبیعت کبھی سست نہ ہو۔

مینا

(ہاتھ کو ذرا درشتی سے کھینچکر) مجھے معاف ہی رکھئے میں ایسی علتوں میں نہیں پڑنا چاہتی۔

ناگن

تو آیئے تھیٹر چلئے۔ طبیعت بہل جائے گی۔

مینا

ابھی کل ہی تو سنیما گئے تھے۔

ناگن

(فوراً موقع دیکھکر) کلوپیٹرا کسقدر خوبصورت تھی۔

مینا

مگر مجھے اس کی محبت کے سین پسند نہیں۔

ناگن

کیوں وہی تو اس تماشے کی جان ہیں اور اگر سچ پوچھئے تو وہی زندگی کی دلچسپی کا سامان ہیں۔ اگر مرد اور عورت اپنی محبت کا اظہار نہ کریں تو دو دن جینا مشکل ہو جائے۔ اب اپنی زندگی کو ہی دیکھ لیجئے نا۔

مینا

(بگڑکر) کیوں میری زندگی میں کیا کمی ہے۔

ناگن

اس ذکر کو جانے دیجئے جس عورت کا شوہر کسی دوسری عورت سے

محبت کرتا ہو۔ وہ کبھی خوش نہیں رہ سکتی۔

مینا

[ناراض ہوکر] معاف کیجئے ناگن بابو میں اپنے شوہر کے متعلق ایسے الفاظ نہیں سن سکتی۔

ناگن

[ڈھٹائی سے] یہ تو آپ کی شرافت ہے۔ وہ آپ کی پروا نہیں کرتے اُن کو اگر کسی چیز سے محبت ہے تو پیسے سے۔ میں تو دس لاکھ کی خاطر اپنی بیوی کو تن تنہا چھوڑ کر نہ جاتا۔

مینا

وہ یہ سب کچھ میرے لئے ہی تو کرتے ہیں۔

[اُٹھکر جانا چاہتی ہے کہ اس کی آنکھیں تنکا گر جاتا ہے وہ فوراً وہاں سے آنکھ کو دبا کر بیٹھ جاتی ہے]

ناگن

[مصنوعی فکر سے] کیوں خیر تو ہے کیا ہوا۔ ؟

مینا

[آنکھ ملتے ہوئے] کوئی چیز آنکھ میں پڑ گئی ہے۔۔۔۔۔۔ اُف کتنی جلن ہے۔ جیسے کسی نے دہکتا ہوا انگارہ رکھ دیا ہو۔

ناگن

دیکھوں تو کیا ہے۔

[آگے بڑھ کر دیکھتا ہے اور آنکھ پر رومال پلا رکھ کر منہ سے پھونکتا ہے۔ پھر آہستہ سے رومال کھینچ کر آنکھ کو چوم لیتا ہے]

مینا

[ناگن کو زور سے دھکا دیکر] یہ کیا۔ تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی۔ جاؤ میرے گھر سے ابھی نکل جاؤ۔ تم ہرگز اس قابل نہیں کہ کسی شریف کے گھر آسکو۔

ناگن

[عاجزی سے] معاف کیجئے۔ میں نے ارادتاً کچھ نہیں کیا۔ میں اپنے آپ کو بھول گیا۔ یہ آزمائش بہت سخت تھی۔

مینا

بس میں آپ کی زبان سے ایک حرف نہیں سننا چاہتی۔ آپ تیار

ہو جائیں۔ میں آپ کی گاڑی منگاتی ہوں۔

[جاتی ہے]

ناگن

(سوچتے ہوئے) میں تو سمجھتا تھا کہ میں نے اس پر قابو پا لیا۔.... مجھے گھر سے نکالتی ہے.... اچھا اچھا میں دیکھونگا یہ کتنے پانی میں ہے۔

مینا

(واپس آکر) ناگن بابو آپکی گاڑی تیار ہے۔ آپ تشریف لیجائیے۔

[ناگن دروازے کی طرف جاتے ہوئے مینا کے قدموں پر گر جاتا ہے اور اس کے پاؤں پکڑ لیتا ہے]

ناگن

میں جاتا ہوں، میں پھر کبھی نہیں آؤنگا۔ مگر مجھے ایک دفعہ معاف کردو.... جبتک تم معاف نہ کردوگی میں تمہارے پاؤں کو نہ چھوڑونگا۔

مینا

(اسے الگ ہٹاتے ہوئے) جاؤ میں نے معاف کر دیا۔ مگر پھر مجھے اپنی صورت کبھی نہ دکھانا۔

[دوسرے کمرے کی طرف جاتی ہے]

ناگن

تسلیم . . . .

[جاتا ہے]

[مینا ناگن کے جانے کے بعد واپس آتی ہے]

مینا

یہ کیا ہوا۔ اگر میں ذرا نرم ہو جاتی تو بس آج گئی گذری تھی۔ اسی طرح ذراسی کمزوری عورت کو بدکار بنا دیتی ہے۔ اُف گناہ کا راستہ کتنا سیدھا اور پھولوں سے بھرا ہوا ہے . . . .

[سوچتی ہے]

مگر ناگن تو مجھ پر جادو سا کر گیا۔ جس غصے سے میں نے اُسے گھر سے نکال دیا اس کا اب میرے دل میں نام و نشان تک نہیں . . . . کیا عورت ذات اتنی کمزور، اسقدر ذلیل ہے . . . . . کیا عصمت و عفت صرف شاعروں کی نظموں میں ہی ملتی ہے . . . .

[پھر سوچتی ہے]

میں ضرور بگڑ گئی ہوں۔ ورنہ ایسے خیال میرے دماغ میں کبھی نہ آتے۔ میرے
چہرے پر یقیناً ایک نیک عورت کا جسلال نہیں رہا ورنہ ناگن کبھی اتنی
جرأت نہ کرتا۔۔۔۔ مگر نہیں میں اس دل کو ان خیالوں سے پاک
کروں گی۔۔۔۔ میں ناگن کو بھلا دوں گی۔

[گھٹنوں کے بل کھڑی ہو کر دعا کرتی ہے]

پرماتما۔ میں نے تجھے کبھی نہیں پکارا۔۔۔ میں یہ بھی نہیں جانتی کہ تجھے
کیسے پکارا جاتا ہے۔ سکو دے مجھے اپنے آپکو پکارنا سکھا دے۔۔۔
میں کمزور ہوں مجھے طاقت دے۔ میں بے بس ہوں میرا سہارا بن میں
گر رہی ہوں مجھے سنبھال!

[صوفے پر سر رکھ دیتی ہے پھر اٹھکر دوسرے کمرے میں جاتی ہے]

[ناگن پردے کی آڑ سے باہر نکل آتا ہے]

ناگن

بیوقوف عورت سمجھتی ہے میں مٹھی میں آئی ہوئی چڑیا کو پھر اڑ جانے دونگا
ایسے موقعے روز روز نہیں آیا کرتے۔ یا تو آج سب کچھ ہو گیا یا کچھ نہیں
اور کبھی نہیں۔۔۔۔۔۔

[بتی کو گل کرکے دوسرے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا ہے۔ مینا کو اطمینان سے سوتے ہوئے دیکھ کر پھر واپس آ جاتا ہے]

جانے دو، جانے دو۔ ایک بے بس عورت کو ستا کر کیا کرو گے۔ اتنا ظلم اچھا نہیں۔ ۔ ۔ ۔ چلو گھر چلو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

[باہر کے دروازے کی طرف جاتا ہے مگر پھر رک جاتا ہے]

سوتی ہوئی عورت کس قدر خوبصورت معلوم ہوتی ہے، پھر ایسا نظارہ کب نصیب ہوگا۔ ایکبار پھر دیکھ لوں۔

[پھر واپس آتا ہے مگر رک رک کر سوچتا ہے]

کیا میں یہ سب کچھ صرف اس سے انتقام لینے کے لئے کر رہا ہوں۔۔۔۔ نہیں ۔۔۔ نہیں مجھے اس سے محبت ہے، بنا نے اس سے محبت نہیں کرتا۔ وہ مینا کی محبت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ مینا ضرور مجھ سے محبت کرتی تھی۔ بنا نے محض مجھے ذلیل کرنے کے لئے مینا سے شادی کی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو کیا میں اسکا انتقام نہ لونگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

[دوسرے کمرے کے دروازے کے اندر جا کر اسے بند کر دیتا ہے اور اندر کی بتی گل کر دیتا ہے]

[بنائے داخل ہوتا ہے۔ ایک نوکر اُسکا اسباب سفر اُٹھائے ہوئے ہے]

بنائے

اچھا ہوا مقدمے میں راضی نامہ ہوگیا، ورنہ سات روز گھر سے باہر رہنا
پڑتا۔ مینا مجھے اسقدر جلد واپس ہوتے دیکھ کر حیران ہوجائیگی۔۔۔۔

[اندر کے کمرے کی طرف دیکھ کر]

مینا سوگئی ہے، اسوقت کیا جگاؤں۔

[ملازم سے] تم سامان یہیں رکھدو اور جاؤ۔

[ملازم سامان رکھکر جاتا ہے]

[بنائے دروازے کی طرف بڑھتا ہے مگر اُسے اندر سے بند پاتا ہے]

تنہائی کی وجہ سے دروازہ بند کرکے سوتی ہے، اب جب کبھی باہر جایا
کرونگا مینا کو ساتھ لیجایا کرونگا۔۔۔۔ خیر میں غسل خانے کے دروازے سے
جاتا ہوں۔

[جاتا ہے]

[اندر کے کمرے سے شور وغل کی آواز آتی ہے]

بنائے

جاتا کہاں ہے بدمعاش میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کردونگا۔

[ناگن بھاگتا ہوا نکل جاتا ہے، بنائے اُس کے پیچھے بھاگتا ہوا آتا ہے اور ٹھوکر کھاکر گرتا ہے۔ اس کا سر پھٹ جاتا ہے اور وہ معاً بیہوش ہوجاتا ہے]

بنائے

ہائے

[مینا گھبرائی ہوئی آتی ہے اور بنائے کے زخم کو دیکھ کر اور اسے بیہوش پاکر حواس باختہ ہوجاتی ہے]

مینا

ان کا تو سر پھٹ گیا، اُف بالکل بیہوش،

[اپنا سر پیٹ کر] او ڈائن تو نے اپنے شوہر کو مار ڈالا......

[زمین پر سر ٹیک کر بیہوش ہوجاتی ہے]

پردہ

—— + ——

تیسرا باب

پہلا منظر

بنائے کی خوابگاہ

(ہدایات)

(بنائے پلنگ پر بیہوش پڑا ہے، سرینس ایک طرف کرسی پر بیٹھا بنائے کی نبض دیکھ رہا ہے۔ مینا بنائے کے پاؤں پر سر رکھے زمین پر بیٹھی ہے)

سرینس

زخم بہت گہرا ہے۔ صرف گر پڑنے سے اتنی چوٹ نہیں لگ سکتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو کسی نے بنائے کو دھکا دیکر گرایا ہے یا کسی لوہے کے ٹکڑے سے پیشانی پر زخم آیا ہے۔

مینا

(کانپتی ہوئی آواز سے) نہیں، آپکو کچھ معلوم نہیں یہ قیاس غلط ہے، آپ بنانے کے سچے دوست ہیں۔ میں آپ سے اصلیت نہیں چھپا سکتی میں ہوں اس جانکاہ حادثے کا باعث، اپنے شوہر کی ہلاکت کا موجب میں ہوں۔ میرا کلیجہ پھٹا جا رہا ہے۔ اگر آپ میں سننے کی طاقت ہے تو سنیے میں سب کچھ بتا دونگی۔

(مینا سریش کے قدموں پر گر پڑتی ہے)

سریش

(میناکو اٹھاکر اور حیران ہوکر) آخر ایسی کیا بات ہے آپ صبر سے کام لیجئے۔ میں سننے کے لئے تیار ہوں آپ جو کچھ کہنا چاہتی ہیں کہئے۔ بنانے اچھا ہو جائیگا۔

مینا

آہ میں سمجھتی تھی کہ ان کو اندو سے محبت ہے۔ میں نے ایک دن اندو کی تصویروں کا البم اور اندو کے خطوط دیکھ لئے۔ میرا دل رشک اور حسد کی آگ سے جل اٹھا۔

سریش

میں نے بھی اس البم کو دیکھا ہے، میں نے بھی وہ خطوط پڑھے ہیں۔ ان کے رکھنے میں تو کوئی ہرج نہیں۔ بچپن کے دوست ایک دوسرے سے ایسی محبت کرتے آئے ہیں۔

(اٹھکر اور علیحدہ ہوکر)

آہ وہی ہوا جس کا خطرہ تھا۔ بنا نے آگ کے شعلوں سے کھیل رہا تھا۔

مینا

مگر مجھے یقین ہو گیا کہ کوئی عورت اپنے چاہنے والے کے سوا کسی کو ایسے خط نہیں لکھ سکتی۔ کوئی مرد جبتک اسے محبت نہ ہو ایک عورت کی اتنی تصویریں نہیں رکھ سکتا۔ پھر ایک دن ابونی بابو کے ہاں وہ میرے سامنے اندو کے ساتھ دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ آہ میں اسے برداشت نہ کر سکی۔

سریش

لیکن بنا نے تو صرف میرے کام کے لئے گیا تھا۔ میں اندو سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور اپنے متعلق اس کا خیال دریافت کرنا چاہتا تھا۔

مینا

آہ مجھے حسد نے دیوانہ بنا دیا۔ رشک کی آگ نے میرا تن بدن جلا دیا۔ اور ناگن، بنائے کا وہ بدمعاش دوست اس آگ پر تیل چھڑکتا رہا۔

سریش

ناگن! اُس نے ایسا کیوں کیا۔

مینا

آہ مجھے برباد کرنے کے لئے، بنائے سے اپنی ذلت کا انتقام لینے کے لئے۔ وہ رات کو یہاں آیا۔ اور دست درازی کرنے لگا میں نے اُسے گھر سے نکال دیا۔ . . میں سو رہی تھی۔ . . کہ میری آنکھ کھلی آہ میں اُس وقت بے بس ہوگئی، عصمت اور نیکی کی تمام طاقتیں مجھے جواب دے گئیں۔

سریش

افسوس، ناگن تجھ پر لعنت ہو۔

مینا

جب مجھے ہوش آیا تو میرا بستر جہنم کے شعلے اگل رہا تھا۔ میں نے ان کی آواز سنی "میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا" پھر ایک دھماکا ہوا ۔ میں بھاگی مگر آہ یہ فرش پر گر کر بیہوش ہو چکے تھے۔

سریش

(سوچتے ہوئے) ہوں ہوں

مینا

سریش بابو، گنہگار میں ہوں سزا مجھے ملنی چاہئے ۔ کیا پرماتما کا یہی انصاف ہے کہ میرے گناہوں کا عذاب ان کو ملے ۔ کیا ان کو کبھی ہوش آئیگا بھی ؟ کیا میں ان سے معافی مانگ سکونگی ۔

سریش

آپ صبر کیجئے ۔ کمزور انسان اتنی سخت آزمائش کے قابل نہیں ۔ بھگوان آپ کو ضرور معاف کر دیگا ۔

مینا

نہیں وہ مجھے کبھی معاف نہیں کر سکتے ۔ میں اس ناپاک جسم سے ان کے قدموں کو کیسے چھو سکتی ہوں ۔ آہ وہ مجھے اب مینا کہہ کر کبھی

نہ پکاریں گے۔

سریش

[بنائے کو حرکت کرتے ہوئے دیکھ کر] چپ چپ۔ آپ ذرا دوسرے کمرے میں جائیے۔ بنائے کو ہوش آرہا ہے۔ کہیں آپ کو دیکھ کر اُن کی طبیعت میں پھر اشتعال نہ پیدا ہو جائے۔

[مینا بحالت مجبوری دوسرے کمرے میں جاتی ہے]

بنائے

[آنکھیں کھول کر] کون۔۔۔ ہے؟

سریش

[بنائے کے سر پر ہاتھ رکھکر] میں ہوں سریش۔ بنائے تم ابھی بیمار ہو حرکت کرنے کی کوشش نہ کرو۔

بنائے

[اپنے حافظہ پر زور دیکر] ہاں ہاں مجھے یاد ہے ہیں گر گیا تھا میں نے شراب بہت پی لی تھی۔۔ پلیٹ فارم سے نیچے گر پڑا۔۔۔۔۔ اُف، میرا سر پھٹا جا رہا ہے میں۔۔۔ شاید مر رہا ہوں۔۔۔۔ سریش سنو

میرے بعد میری تمام جائداد کی مالک میری بیوی ہوگی۔ ۔ ۔ ہاں
تم ۔ ۔ ۔ اندو سے شادی کر لینا ۔ ۔ ۔ میں بچہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

[بیہوش ہو جاتا ہے]

مینا

(پردے کی آڑ سے نکلکر) آہ موت نے اتنی فرصت بھی نہ دی کہ میں اُن
سے معافی مانگ لیتی۔ مرتے وقت بھی میرے گناہوں پر پردہ ڈالا
ایک بدکار بیوی کو اپنی جائداد کا مالک کر دیا۔ آہ ۔ ۔ ۔ میں نے ایسے
نماوند کو ہلاک کیا ۔ ۔ ۔ ۔ [دونوں ہاتھوں سے سر پیٹ لیتی ہے اور صدمے
سے گر کر بیہوش ہو جاتی ہے]

آہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آہ۔

سروش

(فوراً اسکو سنبھال کر) میں تن تنہا ان دو مریضوں کی تیمارداری نہیں کر
سکونگا۔ اندو کو خبر کرنی چاہئے۔

[مینا کو لٹا کر بنائے کی نبض دیکھتا ہے]

بنائے کو تو بخار ہو رہا ہے۔ خیر اس کی جان خطرے میں نہیں۔

[صراحی سے پانی لیکر بینا کے چہرے پر چھڑکتا ہے]

مینا

[ہوش میں آکر] اُف میرا دل ڈوبا جا رہا ہے.... [آنکھیں کھولکر] سریش بابو مجھے ہوش میں لانے کی تدبیر نہ کرو۔ ان کو بچاؤ۔ ان کی زندگی کی ضرورت ہے۔ میں اب زندہ رہنا نہیں چاہتی۔

سریش

بنائے کی صحت کے لئے سب سے زیادہ ضرورت آپ کے اطمینان کی ہے اگر آپ نے اسی طرح بے صبری سے کام لیا تو بنائے اچھا ہو چکا۔ آپ جاکر آرام کیجئے۔ میں ایک دو نرسیں ہسپتال سے منگوا لونگا وہ بنائے کی دیکھ بھال کے لئے کافی ہونگی۔

مینا

[بہت منت سے] سریش بابو جبتک میں زندہ ہوں مجھے ان کے قدموں سے پرے نہ ہٹاؤ، میں ہر ایک خدمت کروں گی۔ نرسوں سے بھی اچھی طرح کروں گی۔

سریش

[سوچتے ہوئے] میرے خیال میں یہ ضروری ہے کہ آپ کے والد کو اطلاع کردی جائے۔

مینا

نہیں کبھی نہیں۔ اب میں ان کو جیتے جی منہ نہیں دکھا سکتی۔

سرپش

[انداز تفکر سے] ہاں ذرا اس بات کا خیال رکھئے کہ جو کچھ آپ نے مجھ سے کہا ہے کسی اور سے نہ کہئے۔

مینا

[اظہار درد سے] میں سب سے کہونگی، میں اپنے گناہ کو کبھی نہ چھپاؤنگی مجھے سزا ملنی چاہئے سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے۔

سرپش

مگر اس میں بنانے کی بدنامی ہے۔

مینا

ان کی بدنامی ہے تو اچھا میں ان کو بدنام نہ ہونے دونگی مگر

سرپش

(بات کاٹ کر) صبح ہو چلی ہے میں خود جاکر اندومتی کو اطلاع دیتا ہوں۔ آپ بنائے کا خیال رکھئے گا۔ میں ابھی آیا۔

(جاتا ہے)

(مینا سرِیش کے جانے کے بعد بنائے کے پلنگ کے قریب آکر بیٹھ جاتی ہے)

مینا

(بنائے کے چہرے کو دیکھتے ہوئے) کہاں یہ حسن، جوانی اور بہادری کا دیوتا، کہاں وہ بدکاری، بزدلی اور ناپاکی کا اوتار۔ حسد تیرا بُرا ہو تو نے میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی ...... آہ یہ سب قسمت کا کھیل ہے ..... اندو آجائے تو اسے سب کچھ کہہ دوں، تاکہ وہ مجھے ذلیل اور ناپاک سمجھے۔ ایک بدکار عورت ایسی سزاؤں سے نہیں بچ سکتی ....

(اندو گھبرائی ہوئی داخل ہوتی ہے، مینا اسے دیکھ کر اور روتے ہوئے اس کے قدموں پر گر پڑتی ہے)

اندو

(مینا کو اٹھاتے ہوئے) مینا مت رو، مت گھبراؤ، یہ اچھے ہو جائیں گے

(مینا کو پیار کرتی ہے)

میری اچھی بہن۔

مینا

[یکلخت پیچھے ہٹ کر وحشیانہ انداز سے] مجھے مت چھوؤ۔ میں ناپاک ہوں، گنہگار ہوں، اپنے شوہر کی قاتل ہوں۔

اندو

[علیحدہ ہوکر] سریش بابو نے مینا کی طرف سے بے پروائی کی اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔

مینا

[اندو کا آخری فقرہ سنکر] میرا دماغ خراب نہیں ہوا کاش کہ ہوجاتا میں ہوش میں ہوں۔ بہت زیادہ ہوش میں ہوں ان کو میں نے ہلاک کیا ہے، اپنی بیوفائی سے، گناہ سے، رات کو ناگن میرے کمرے میں تھا، یہ اسے پکڑنے کے لئے بھاگے اور گر پڑے۔

اندو

[حیران ہوکر] ناگن... رات کو... تمہارے کمرے میں... وہ کیسے آیا۔؟

مینا

وہ چوروں کی طرح آیا۔ وہ ایک بے بس عورت کی عصمت کا ڈاکو بنکر آیا۔ وہ نیکی اور پاکبازی کا خون کرنے کے لئے آیا۔ اور میں اپنے آپ کو نہ بچا سکی۔ . . . آہ رشک نے مجھے اندھا کر رکھا تھا۔ . . مجھے یقین ہو گیا تھا کہ ان کو تم سے محبت ہے۔

اندو

[علیحدہ ہو کر] اُف مینا، بنائے کی غلطی کا شکار ہو گئی، میں نے کتنا سمجھایا، مگر بنائے نے ایک نہ مانی۔ میں مینا کو جانتی ہوں اس میں اس کا کچھ قصور نہیں، میں اس سے اب بھی نفرت نہیں کر سکتی، وہ اب بھی نیک اور پاک ہے۔

مینا

[آگے بڑھکر] ہاں تو تم مجھے اب ذلیل سمجھتی ہو نا۔ سمجھو ضرور سمجھو۔ میں ناپاک ہوں مجھ سے اور دور ہٹ کر کھڑی ہو۔

اندو

[بڑھکر اور اسے گلے سے لگا کر] نہیں مینا تم اب بھی میری پیاری

میری اچھی میری بہن مینا سو۔ بناسئے تم کو معاف کر دیگا۔

مینا

[اندو کے پاؤں پر گر کر] آہ میرے گناہ معافی کے قابل نہیں۔ مینے تمہارے ساتھ کتنا ظلم کیا۔

اندو

[اُسے اٹھاکر اور ایک صوفے پر بٹھاکر] اس میں تمہارا قصور نہیں یہ قصور میرا ہے، بناسئے کا ہے۔

[دونوں روتی ہیں۔ اندو مینا کو پیار کرتی جاتی ہے]

[سریش داخل ہوتا ہے۔ مگر دروازے میں داخل ہوتے ہی رُک جاتا ہے]

سریش

عورت کے دل میں کتنی نیکی ہے، کتنا عفو ہے۔ کتنی محبت ہے۔ سچ ہے عورت کا دل ہی دنیا کا بہشت ہے۔

[بناسئے یکلخت ہوش میں آکر بڑ بڑاتا ہے]

بناسئے

مینا، مینا اس کمرے میں نہ جانا۔ میں نے ناگن کو مار ڈالا ہے۔

[مینا، اندو اور سریش بھاگ کر بنائے کے پاس جاتے ہیں]

[سریش فوراً ایک دوا ر وہاں پر چھڑک کر بنائے کو سنگھاتا ہے اور اُس کے سر کو آہستہ آہستہ ہاتھ سے سہلاتا ہے۔ بنائے پھر غافل ہو جاتا ہے]

سریش

[اندو کو دو شیشیاں دیکر] یہ دوا ہر آدھ گھنٹے کے بعد پلائی جائیگی اور اگر درد کی وجہ سے نیند نہ آئے تو اس دوا کے چھ قطرے پانی میں ملا کر دیئے جائیں گے۔ میں نے مشورے کے لئے ایک اور ڈاکٹر کو بھی بلایا ہے۔

اندو

آپ کی موجودگی میں دوسرے ڈاکٹر کی کیا ضرورت ہے۔

سریش

میری عقل تو کام نہیں کرتی میں ان کا علاج کیا کروں گا۔ ایسی حالت میں بڑے بڑے طبیب عاجز ہو جاتے ہیں۔ آپ ذرا ان کا خیال رکھیں میں ابھی آتا ہوں۔

[جاتا ہے]

مینا

اندو! کیا یہ اچھے ہوجائیں گے۔ کیا مجھکو ان کے پاؤں پر گر کر اپنا گناہ معاف کرانے کا موقع میسر آسکیگا۔ مجھے تو اب موت سے بھی ڈر لگتا ہو (گھبراکر) وہ دیکھو دوزخ کے مہیب شعلے میری روح کو نگل جانے کے لئے کس تیزی سے اُٹھ رہے ہیں۔

اندو

(مینا کو پیار کرکے) اچھی بہن دوزخ اور جنت سب تمہارے خیال کی پیدائش ہے۔ جب تمہیں ذرا اطمینان ہو جائیگا تو تم دوزخ سے اتنا نہ ڈروگی۔ تم یہ بار بار مرنے کا ذکر کیوں کرتی ہو۔ مریں تمہارے دشمن لو بنانے سوگیا ہے۔ تم ذرا یہاں بیٹھو میں منہ ہاتھ دھولوں۔ بستر سے اُٹھ کے سیدھی یہاں چلی آئی تھی۔

(جاتی ہے)

مینا

(تنہائی میں خود بخود) بیہوشی میں بھی میرا ہی نام موت کی کشمکش میں بھی میرا ہی خیال۔ آہ میں نے ان پہ شبہ کیا ان پر، جن کے دل میں بدی کا

خیال تک نہیں کیسی بے انصافی تھی کتنا بڑا ظلم تھا۔

[اندو آجاتی ہے]

اندو

مینا اب تم بھی منہ ہاتھ دھولو۔ میں یہاں بیٹھی ہوں۔

مینا

اب میں منہ ہاتھ دھوکر کیا کروں گی کیا پانی میرے چہرے سے گناہ کا سیاہ داغ دھوسکیگا۔ نہیں ہرگز نہیں [مایوسی اور شرم سے منہ کو ہاتھوں سے چھپالیتی ہے]

اندو

اچھا تو کچھ کھالو۔ تم نے کل سے کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا۔

مینا

میں کھانا کھاؤں ؟ یہ میرے کئے کی سزا ہیں بیہوش ہوں، مرر ہے ہوں اور میں اپنی صحت کی فکر کروں۔ نہیں بہن جبتک ان کو ہوش نہ آئیگا۔ جبتک یہ کچھ نہ کھائیں گے میں بھی کچھ نہ کھاؤں گی۔

اندو

اچھا یوں ہی سہی لیٹ جاؤ تھوڑی دیر آرام کرو۔ تمہاری طبیعت خراب ہے
دیکھو تم رات بھر نہیں سوئیں ذرا سونے کی کوشش کرو۔

مینا

اندو اب میں کبھی نہ سوؤں گی۔ اس زندگی میں مجھے جتنا سونا تھا سو چکی
آہ اسی نیند نے تو مجھے برباد کیا ہے۔ میں اس نیند سے انتقام لونگی۔
آہ اگر اس نیند کا خمار نہ ہوتا تو یہ سب کچھ کبھی نہ ہوتا

اندو

(تسلی دیتے ہوئے) کبھی نہ ہو سکتا تھا۔ اب بھی کیا ہوا۔ تم اپنے آپ کو
خواہ مخواہ اتنی گنہگار سمجھتی ہو۔ اس میں تمہارا کیا قصور ہے۔

مینا

قصور ہے ضرور ہے میرا اور صرف میرا قصور ہے۔ میں اس کی سزا
بھگتونگی۔
(بال نوچتی ہوئی سر ہنائے کی چارپائی کی پٹی پر دے مارتی ہے)

اندو

(دعا مانگتے ہوئے) ہری! یہ تو نے کیا کیا۔ دیا کر۔ یہ گھر جیسے آباد تھا

اسے پھر ویسے ہی آباد کردے۔

[سر جھکا لیتی ہے]

پردہ

دوسرا منظر

ناگن بابو کی خوابگاہ

[ہدایات]

[رات کے بارہ بجے ہیں۔ ناگن اپنے بستر پر بےچین ہے۔ اجرم کی یاد
اُس کے کمزور اور بیمار دل پر آفت ڈھا رہی ہے۔ ایک ملازم سامنے
فرش پر بیٹھا ہے]

ملازم

آپ سونے کی کوشش تو کیجئے۔ نیند آجائیگی۔ اِس طرح بے چین رہنے
سے بھی کہیں نیند آسکتی ہے۔

ناگن

کیا میں اپنی خوشی سے بے چین ہوں لیٹتے ہی میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔

ملازم

دم نہیں گھٹیگا آپ بیٹھئے میں آپ کے پاؤں دباتا ہوں۔

[ناگن لیٹتا ہے مگر لیٹتے ہی فوراً اُٹھکر چارپائی سے نیچے کود پڑتا ہے]

ناگن

کھولو۔ کھولو۔ دروازہ کھولو۔ جلدی کرو۔ میں باہر جاؤنگا۔

ملازم

سردی کا موسم ہے حضور۔ باہر اوس پڑ رہی ہے۔ بخار ہو جائیگا۔

ناگن

ہونے دو۔ دروازہ کھولو۔ کمرے کے اندر بند رہکر میں پاگل ہو جاؤنگا۔

[ملازم دروازہ کھولتا ہے۔ ناگن بھاگ کر باہر جاتا ہے]

ملازم

(سوچتے ہوئے) آخر ان کو کیا ہو گیا ہے۔ کوئی بیماری تو نظر نہیں آتی

ڈاکٹر کو بھی نہیں بلاتے۔

[ناگن وحشیانہ انداز بے بسی میں داخل ہوتا ہے]

ناگن

سردی۔ اُف اسقدر سردی۔ میری روح تک کانپ اٹھی۔ جیسے میں ٹھٹھر جاؤنگا

[ٹہلتا ہے]

ملازم

آپ کی آنکھیں تو نیند سے بند ہوئی جارہی ہیں آپ لیٹ تو جائیں نیند آجائیگی۔

ناگن

آنکھیں بیشک بند ہوئی جا رہی ہیں۔ مگر آنکھ جھپکتے ہی دل پہ ایک دھکا سا لگتا ہے۔ ٹھیرو میں ایک دفعہ پھر لیٹ کے دیکھوں۔

[لیٹ جاتا ہے]

ہاں اب کچھ آرام معلوم دیتا ہے۔ میں شاید سو جاؤنگا۔

[پھر یکلخت اُٹھکر ٹہلتا ہے]

کتنی گرمی ہے۔ گرمی کے مارے میرا سر پھٹا جارہا ہے۔ ادھر آؤ شیاما پنکھا ہلاؤ۔

ملازم

پنکھا۔ اس سردی میں پنکھا۔ اچھا آپ لیٹ جائیے۔

[ناگن لیٹتا ہے۔ ملازم اسکا سر سہلاتا ہے]

اب تو معلوم ہوتا ہے سو گئے۔ بھلا نیند نہ آتا کیسا ہم تو لیٹتے ہی سو جاتے

ہیں سچ ہے۔ بڑے آدمیوں کی بات بھی بڑی ہوتی ہے۔

ناگن

[سوتے سوتے] مارڈالا۔ مارڈالا۔ اُف۔

[اُٹھ بیٹھتا ہے اور گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھتا ہے]

اس طرح نیند نہیں آئیگی۔ ہاں میں نے دوا بھی تو نہیں پی۔

[دوا پی کر سو جاتا ہے]

ملازم

ان کو تو جاگنے کی بیماری ہے۔ بھلا ہمکو کونسی بیماری ہے کہ ان کے ساتھ جاگتے رہیں۔ چلو بھیا پڑکے سو بھی رہو۔

[جاتا ہے]

[ناگن نیند میں بڑبڑاتا ہے اور گھبرا کر اُٹھ بیٹھتا ہے]

ناگن

اب میں یہ تکلیف برداشت نہیں کرسکتا۔ اس سے تو موت بہتر ہے۔ لیکن اگر مرنے کے بعد بھی چین نہ آیا تو...... آہ میں دیوانہ ہوجاؤں گا۔ شبیا ما شبیا ما۔ کہاں مرگئے۔ جلدی آؤ۔

[ملازم گھبراکر داخل ہوتا ہے]

جاؤ ڈاکٹر سانیل کو بُلا لاؤ۔ جلدی جاؤ۔ موٹر لے کر جاؤ۔

ملازم

[سوچتے ہوئے] بہت بہتر۔ مگر حضور وہ اسوقت آئیں گے بھی ؟

ناگن

اگر مگر مت کرو۔ جاؤ سنا جلدی۔

[ملازم جاتا ہے]

چھ دن گذر گئے۔ اور بنائے کو کہتے ہیں ابتک ہوش نہیں آیا۔ . . اگر وہ مر گیا تو . . . . اسکا خون میری گردن پر ہوگا۔ اور اگر وہ زندہ بچ رہا۔ تو مجھے زندہ نہ رہنے دیگا۔ کیا وہ کبھی مجھے معاف کرسکتا ہے۔ نہیں نہیں وہ مجھے مار ڈالیگا۔ عدالت میں کھینچیگا۔ رسوا کریگا۔ تو میں کیا کروں۔ اس شہر کو چھوڑکر کہیں بھاگ جاؤں . . . . مگر کہاں . . . . . .

[ڈاکٹر سانیل اور ملازم داخل ہوتے ہیں]

سانیل

کیوں ناگن خیریت تو ہے۔

ناگن

خیریت ہوتی تو تمہیں اسوقت کیوں بلاتا۔ مین نہیں آتی لاکھ جتن کئے پر نہیں آتی۔ نہیں نہیں نیند تو آتی ہے۔ مگر آنکھ بند ہوتے ہی دل پر ایک دھکا سا لگتا ہے۔ دل دھڑکتا ہے۔ افوہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل دھڑک دھڑک کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا۔

سائیل

توکلورل ہائیڈریٹ، پوٹیسیم برومائیڈ اور ٹنکچر ڈیجی ٹیلس کیوں نہیں پیتے۔؟

ناگن

پی چکا ہوں۔ پہلے تو دو تین دن تک کچھ افاقہ ہوا۔ مگر اب کوئی دوا اثر نہیں کرتی۔

سائیل

شاید ہارٹ میں فنکشنل ڈی ریجنجنٹ ہو گیا ہے کچھ کھانے پینے میں تو بدپرہیزی نہیں کی۔؟

ناگن

نہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ آرگینک ڈی رینجمنٹ ہے۔

سانیل

ڈاکٹر سریش چندر چٹرجی سے ایگزامن کراؤ۔ وہ ہارٹ ڈزیزز کا سپشلسٹ ہے۔

ناگن

یہ تو سب آئندہ کی باتیں ہیں۔ تم کچھ کر سکتے ہو تو اب کرو۔ میں چار دن سے نہیں سویا۔ آہ اگر اب نیند نہ آئی تو میں پاگل ہو جاؤنگا۔

سانیل

[سوچتے ہوئے] تو مارفیا انجیکٹ کردوں۔ کیوں کیا رائے ہے۔

ناگن

[اظہار مسرت سے] ہاں ہاں ضرور، مارفیا سے ضرور فائدہ ہوگا۔

سانیل

[بیگ کھولتے ہوئے] تو لیٹ جائیے۔

[سانیل مارفیا کی پچکاری لگاتا ہے]

پردہ

تیسرا منظر

بناسے کی خوابگاہ

[ہدایات]

[بناسے کی حالت اب پہلے سے بہتر ہے۔ وہ بستر پر سو رہا ہے
اندو اور مینا ذرا دور ہٹ کر بیٹھی ہوئی ہیں]

اندو

مینا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے۔ چھ دن سے نہ تم نے کھانا ہی کھایا۔ نہ سوئیں۔ ذرا آئینے میں تو دیکھو تمہاری کیا حالت ہوگئی ہے۔

مینا

اب میں آئینے کے سامنے کبھی نہ جاؤنگی۔ میں اپنی آنکھوں کو بھی اپنی شکل دکھانا نہیں چاہتی۔

اندو

اب تو بناسے کی حالت بہت اچھی ہے۔ ایک دو دن میں وہ چلنے پھرنے

کے قابل ہو جائیں گے۔ اب رونے دھونے سے کیا فائدہ۔ اس طرح
اپنی جان پر ظلم نہ کرو۔ بنا نے تمہیں معاف کر دیگا۔

مینا

نہیں وہ معاف نہیں کریں گے تمہیں یاد نہیں انہوں نے بیہوشی کی
حالت میں کہا تھا ' مجھے مت چھوؤ۔ کیا تمہیں شرم نہیں آتی '

اندو

واہ بیہوشی کی بات کا بھی کوئی اعتبار ہے۔

مینا

بیہوشی ہی میں تو دل کی بات ظاہر ہوتی ہے، ہوش میں تو زبان انسان
کے اختیار میں رہتی ہے۔ ممکن ہے اپنی عزت کے خیال سے تمہارے
کہنے سننے سے وہ زبان سے معافی کا اظہار بھی کردیں۔ مگر دل سے وہ
مجھے کبھی معاف نہیں کر سکتے۔ جانے دو جانے دو اب ان باتوں میں
رکھا ہی کیا ہے۔

اندو

مینا تم ایسی مایوس کیوں ہو۔ ذرا تو عقل سے کام لو۔ انسان سے کیا کیا

قصور نہیں ہوتے۔

مینا

نہیں بہن اب میرے لئے اس دُنیا میں اور اس کے بعد مایوسی کے سوا اور کچھ نہیں۔ میری تو اب صرف دو تمنائیں ہیں وہ پوری ہو جائیں تو میں خوشی سے مر سکتی ہوں۔

اندو

ہے ہے خدا نہ کرے۔

مینا

نہیں اندو اب میں زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ کاش کہ میں جیتے جی اپنی صرف دو خواہشوں کو پورا ہوتے دیکھ سکتی۔

اندو

وہ ایسی خواہش کیا ہیں۔

مینا

ایک تو یہ کہ ان کے پاؤں پر سر رکھ کر اپنے گناہ معاف کرا لوں اور دوسرے یہ کہ مجھے تمہاری اور سریش کی شادی کا یقین ہو جائے۔ تمہارے

بیاہ تک تو میں کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔

اندو

(شرماکر) پھر وہی مرنے کا خیال۔ مینا تم ایسی باتیں نہ کرو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

مینا

اچھا اب میں تمہیں تکلیف نہ دونگی۔ مگر کہو کہ تم میری تمنّا کو پورا کروگی۔ میں تمہاری گنہگار ہوں اور خود ہی اس گناہ کا کفّارہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔

اندو

تمہیں تو معلوم ہے مینا مجھے سریش سے کسقدر محبّت ہے۔ میں نے اگر کبھی شادی کی تو ان ہی سے کرونگی۔ مگر یہ کہیں اُن سے نہ کہدینا۔

مینا

تو دانعی تم مجھے پاگل سمجھتی ہو۔ اندو! سریش میں سوال کرنے کی جرأت نہیں۔ تم خود انہیں ہمّت دلاؤ۔ وہ دیکھو وہ خود بھی آگئے۔

(اندو آنکھ سے مینا کو چپ رہنے کے لئے اشارہ کرتی ہے۔ سریش آتا ہے سیدھا بنا نئے کے پلنگ کی طرف جاتا ہے اور اسکی نبض دیکھتا ہے۔ بنا نئے حرکت کرتا ہے)

سریش

غالباً بنائے اب بیدار ہو گا۔

[مینا کی طرف دیکھتا ہے۔ مینا اسکا مفہوم سمجھ لیتی ہے]

مینا

تو مجھے اب یہاں نہ ٹھہرنا چاہئے۔

[مینا اُٹھکر جاتی ہے۔ مگر کمزوری اور دل شکستگی کے باعث ٹھوکر کھاکر گرتی ہے۔ سریش اور اندو بھاگ کر اُسے اُٹھاتے ہیں۔ مینا سنبھل سنبھل کر جاتی ہے]

سریش

[اندو سے] ذرا مینا کا خیال رکھئے مجھے اس کی حالت اچھی نظر نہیں آتی۔ مایوسی اور کمزوری نے اسکو بالکل بیجان کر دیا ہے۔

اندو

تو میں مینا کے پاس ہی ٹھیرتی ہوں۔ آپ بنائے کے پاس رہئے۔

[جاتی ہے]

[بنائے آنکھیں جھپک جھپک کر اپنے اردگرد کے منظر کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ سریش اسے دیکھ لیتا ہے]

سریش

بنائے، بنائے۔

بنائے

کیا، کون۔ سریش۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔؟

سریش

کہو تم اپنی طبیعت کا حال تو کہو۔

بنائے

میں بہت کمزور ہوں۔ سر میں درد سا معلوم ہوتا ہے [سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے] مگر یہاں تو زخم کا نام ونشان بھی نہیں۔ کیا میں خواب دیکھ رہا تھا۔

سریش

زخم اب بھر گیا ہے۔ پٹی کھولدی گئی ہے۔ تم اب بالکل تندرست ہو۔

بنائے

تم یہاں اکیلے ہو، مینا کہاں ہے۔؟

سریش

وہ اور اندومتی دوسرے کمرے میں ہیں۔ تم زیادہ بولنے کی کوشش نہ کرو۔
میں دودھ لاتا ہوں تھوڑا سا پیکر سو جاؤ۔

[جاتا ہے]

بنائے

[خود بخود] تو مینا اب تک نہیں ہے۔ اسے امید ہے کہ میں اُسے پھر اس
گھر میں آباد کرونگا۔ کیا یہ کبھی ممکن ہو سکتا ہے۔ توبہ! توبہ۔ کسقدر شرم
کی بات ہے۔ وہ ... اُف میرا سر چکرا رہا ہے۔

[آنکھیں بند کر لیتا ہے سریش داخل ہوتا ہے]

سریش

[آہستہ] بنائے کیا سو گئے۔

بنائے

[آنکھیں کھولکر] نہیں سویا نہیں، سر میں چکر سے آ رہے ہیں۔

[اندو دودھ لیکر داخل ہوتی ہے اور بنائے کے قریب بیٹھکر اُسے چمچے سے
دودھ پلاتی ہے]

بنائے

اندو میری بہن، میری ماں تم نے آج ثابت کر دیا کہ تم میری بڑی بہن ہو۔ میرے دل کو پاک کرنے کے لئے اتنے صدمے ہی کی ضرورت تھی۔

اندو

بنائے تھوڑا سا دودھ اور پی لو۔ تم بہت کمزور ہو۔

بنائے

[میز کی طرف اشارہ کرکے] سریش اب تم اس البم کو لے سکتے ہو۔

سریش

چُپ چُپ۔ [اندو دودھ کا برتن لیکر جاتی ہے]

بنائے

سریش میں اب یہاں نہیں رہ سکتا۔ مجھے اپنے گھر لے چلو۔

سریش

بڑی خوشی سے۔ ذرا تم چلنے پھرنے کے قابل تو ہو جاؤ۔ ہاں بنائے تم ذرا سی برانڈی پی لو۔ یہ کمزوری جاتی رہیگی۔

بنائے

نہیں میں اتنا کمزور نہیں۔ اگر اجازت دو تو میں ذرا ٹہلنا چاہتا ہوں۔

سرلیش

ابھی ایسی جلدی کیا ہے۔

بنائے

جلدی ہے۔ میں اب اس گھر میں، اس شہر، اس ملک میں رہنا نہیں چاہتا۔ میں ولایت چلا جاؤنگا۔ اور وہیں رہونگا۔

سرلیش

اور تمہاری بیوی، اسے ساتھ نہ لیجاؤگے کیا؟ بنائے اس میں اس کا کیا قصور ہے۔

بنائے

قصور ہو یا نہ ہو۔ میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ سرلیش میرے خیالات ہمیشہ پاک رہے ہیں۔

سرلیش

یہ کیسے تم نے شادی کے بعد بھی اندرنی کا خیال نہ چھوڑا۔ یہی تو اس مصیبت کی بنیاد ہے۔

(بینا چپ چاپ داخل ہوتی ہے۔ اور پردے کی آڑ میں کھڑی ہو جاتی ہے)

مینا

شاید اُنھوں نے مجھے معاف کر دیا ہو۔ پھر کیا معلوم ان کو دیکھنے کا موقع ملے یا نہ ملے ذرا ایک دفعہ جی بھر کے دیکھ تو لوں۔

[آگے بڑھتی ہے]

سریش

تو تم مینا کو معاف نہیں کر سکتے ؟

بناسئے

ہرگز نہیں۔ میں اب اس کی صورت بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔

مینا

آہ ۔

[سنتے ہی بیہوش ہو کر گر جاتی ہے]

سریش

ہیں۔ یہ کیا۔ اوہ جس بات کا خطرہ تھا وہی ہوئی۔ مینا نے سب کچھ سن لیا

بناسئے

[بے پروائی سے] اوہ ایسی بیہوشیاں عورتوں پر اکثر طاری ہوتی ہیں

ابھی ہوش میں آجائیگی۔

سریش

[بینا کی نبض دیکھتے ہوئے] تمہارا اندازہ بنا۔ئے شاید غلط ثابت ہو نبض بالکل نہیں چلتی۔

بناسے [یکلخت پریشان ہوکر اور اُٹھکر] کیا۔۔۔۔ نبض نہیں چلتی۔۔۔ بلاؤ بلاؤ اندو کو جلدی بلاؤ۔۔۔۔۔

[سریش جاتا ہے]

[اندو آکر پانی کے چھینٹے دیتی ہے۔ سریش برابر بینا کی نبض دیکھ رہا ہے]

سریش

ان باتوں سے کچھ نہ ہوگا۔ شاید انجکشن سے کچھ فائدہ ہو۔ میں ابھی دوا لاتا ہوں۔ ان کو آرام سے لٹا دو۔

اندو

آپ نہ جائیے یہ تو ہاتھوں سے نکلی جارہی ہیں۔

سریش

[جاتے ہوئے] انجکشن کے بغیر کام نہ چلیگا۔ میں ابھی آیا۔

[جاتا ہے]

بنائے

اندو۔ اگر مینا مر گئی تو اس کا خون میرے سر پر رہیگا۔

اندو

بنائے تم زیادہ نہ سوچو۔ تمہاری جان خود خطرے میں ہے۔ تمہیں اپنی حالت کا اندازہ نہیں۔

بنائے

میں مینا کو معاف کر دونگا۔ میں اب اس سے محبت کرونگا۔

اندو

تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ مجھے ذرا تکیہ تو دینا میں مینا کو یہیں لٹائے دیتی ہوں۔ اُٹھانے سے شاید اسے تکلیف ہو۔

[بنائے اُٹھکر مینا کے سر کے نیچے تکیہ رکھدیتا ہے۔ اندو مینا کو لٹا کر پیار کرتی ہے۔ سریش داخل ہوتا ہے]

سریش

[پچکاری کرتے ہوئے] امید تو ہے اس سے مینا کو فوراً ہوش آ جائیگا۔

[سب دو چار لمحے چپ چاپ انتظار کرتے ہیں۔ مینا آنکھیں کھولتی ہے]

مینا

کون۔ اندو۔ تمہاری شادی ہوگئی نا۔

[اُٹھتی ہے]

[مینا وحشیانہ انداز سے گاتی ہے، سریش اسے لٹانے کی کوشش کرتا ہے]

گیت

اُدھو جی میں تو نئی باتیں سُن آئی
سُن آئی جی میں تو نئی باتیں سُن آئی
ہم سے بھوگ، جوگ کُبجا سے
ناحق جیا ترسائی۔ میں تو نئی......
ہا ہا ہا۔ ہا ہا ہا۔ میں تو نئی باتیں سُن آئی

سریش

آہ اسکا دماغ تو بالکل بگڑ گیا۔ دوا کا اُلٹا اثر ہوا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ یہ بیہوشی ہی میں مرجاتی...... افسوس میں اس پریشانی میں ناگن کا ذکر کرنا ہی بھول گیا۔

بناٹے

ناگن کا ذکر یہاں ؟

سوریش

ہاں وہ باہر انتظار کر رہا ہے ۔ وہ میرے ہاں ہارٹ اگزامن کرانے آیا تھا ۔ بہت کمزور ہو گیا ہے، ہفتہ بھر سے نہیں سویا ۔

بناٹے

[غصہ سے] پھر

سوریش

دوائیں اسکا علاج نہیں کر سکتیں، البتہ یہ دردناک نظارہ شاید اُسکے گنہگار دل کا علاج کر سکے ۔

اندرو

بلاؤ اُسے ضرور بلاؤ ۔ تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے اپنے گناہ کا مہیب نتیجہ دیکھ سکے ۔ اس سے زیادہ اُسے اور کیا سزا مل سکتی ہے ۔

[سوریش جاتا ہے مینا پھر آنکھیں کھولتی ہے]

مینا

[بنائے سے دیوانگی کے اثر میں] کیا بنائے، ہاں ذرا اندو سے کہنا بازار سے ایک البم منگائے۔

اندو

اس کو ابتک اس البم کا خیال ہے۔
[بنائے پشیمانی سے سر جھکا لیتا ہے سریش اور ناگن داخل ہوتے ہیں]

مینا

[ناگن کو دیکھکر اٹھتے ہوئے] کون۔ ناگن کیا میرے ساتھ تم بھی مر گئے تو آؤ میرے سامنے آؤ۔ ۔ ۔ ۔ میں ہوں تمہارے گناہ کا عذاب مجھے دیکھو۔ ۔ ۔ ۔ یہاں آؤ۔ اور قریب آؤ تاکہ میں اپنے تیز ناخنوں سے تمہاری روح کو تار تار کر دوں۔
[ایک غیر معمولی انداز دیوانگی سے ناگن کی طرف بڑھتی ہے۔ ناگن اس نظارے کی تاب نہیں لاسکتا۔ گر پڑتا ہے۔ اور بیہوش ہوجاتا ہے۔ دل کی حرکت کے یکلخت بند ہوجانے سے مرجاتا ہے]

سریش

[فوراً اس کی نبض اور دل کی حرکت دیکھکر] اوہ یہ تو غالباً مر گیا۔

مینا

اہا ہا ہا۔ اب میں خوش ہوں۔

[بستر پر گر پڑتی ہے]

اندو

بنا نے دیکھا مظلوم کی پکار کا اثر ستی کا تیج۔ قدرت کا انتقام۔

[بڑھکر مینا کے پاؤں اپنے سر پر رکھکر انکی پوجا کرتی ہو، بنا نے اپنا سر پٹی پر رکھکر انہیں عزت سے بوسہ دیتا ہے]

سریش

[اندو سے] آپ کسی ملازم کو بلائیں، اسے [ناگن کی لاش کی طرف اشارہ کرکے] یہاں سے اٹھا لے۔ پولیس کو اطلاع دے..... مینا کی حالت بہت خطرناک ہے۔ میرا یہیں رہنا بہتر ہے۔ [اندو جاتی ہے]

بنا ئے تم الگ ہٹ کر بیٹھ جاؤ۔ اور اپنے آپ کو اپنی زندگی کے سب سے بڑے صدمے کے لئے تیار رکھو.... مینا زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتی۔

[بنائے اُٹھکر ایک صوفے پر بیٹھ جاتا ہے مگر بالکل سراسیمہ و حیران ہے]

مینا

[آنکھیں کھولکر] اندو - اندو... میرا دم گھٹتا جا رہا ہے -

[اندو بھاگ کر آتی ہے - ملازم ناگن کی لاش کو اٹھاکر لیجاتے ہیں]

اندو

مینا - اچھی بہن.... ابھی آرام ہو جائیگا -

مینا

[سنبھالا لیتے ہوئے] نہیں اب آرام نہیں ہو سکتا.... تم نے میری خواہش ابتک پوری نہیں کی [سریش کی طرف دیکھتے ہوئے] سریش... آگے بڑھو اندو کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لو......

[سریش آگے بڑھتا ہے اور بڑی عزت و محبت سے اندو کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے]

سُکھی رہو... سریش... اندو کی محبت کی قدر کرنا... اب ایک دفعہ انکو بھی بلالو... میری ایک تمنا ابتک باقی ہے -

[سریش اشارہ کرتا ہے - بنائے آگے آتا ہے]

بنائے کیا تم مجھے اب بھی معاف کر سکو گے یا نہیں -

بنائے

[جلدی آگے بڑھکر] مینا تم اب دیوی ہو میری معافی کی محتاج نہیں -

ہاں مجھے معاف کردو۔ یہ سب میرا قصور ہے۔

مینا

نہیں۔ خاوند کبھی قصور نہیں کرتے۔ کہو۔۔ کہو۔ تمنے مجھے معاف کیا یا نہیں۔

بنائے

اگر اسکی ضرورت ہے تو لو میں نے تمہیں دل سے معاف کر دیا۔

مینا

اندو۔ اب ذرا مجھے نیچے اُتار دو۔۔۔ [بنائے سے] بنائے۔۔۔ میرے پتی۔۔۔ میرے بھگوان۔۔ میرے پاس آؤ۔۔ ذرا اور قریب۔۔ اپنے پاؤں ادھر کو لاؤ۔

[بنائے تامل کرتا ہے]

اندو

جو مینا کہے کرتے جاؤ۔ یہ ایسا ہی وقت ہے۔

[بنائے پاؤں بڑھاتا ہے، مینا اپنا سر اُسکے پاؤں پر رکھ دیتی ہے]

مینا

Se کیا آرام ہے کیسا اطمینان ہے۔

[مینا جاں بحق ہو جاتی ہے۔ سب غم سے سر جھکا لیتے ہیں] **ڈراپ**

چند ادبی تصانیف

۱۔ چترا۔ ملک الشعراڈاکٹرا بندرناتھ ٹیگور جن کی شاعری کی قیمت یورپ نے ایک لاکھ روپیہ کا نوبل پرائز ان کو دے کر اپنی قدردانی کا ثبوت دیا ہے ان کے مشہور ناٹک ناٹک چترا کو ابو رشید عبدالمجید صاحب سالک بٹالوی نے اُردو میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ ڈراما مہا بھارت کے زمانے کا ایک مختصر ولطیف واقعہ ہے۔ اس میں بطور تمثیل کے محبت کے حقیقی معنوں کو نہایت وضاحت اور خوبی سے بیان کیا ہے اور ان چند اوراق میں مشرق کی حقیقی رُوح بند کر دی ہے۔ کتاب کا ایک ایک لفظ موسیقی سے معمور ہے اور نہایت حسن وخوبی سے اس کا اُردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ روزانہ زمیندار اس کے متعلق لکھتا ہے "نہایت قابلیت اور حسن ادب سے ترجمہ کیا گیا ہے"۔

رسالہ زمانہ کانپور جنوری سنہ ۱۹۲۱ء لکھتا ہے "ترجمہ میں قابل مترجم نے کتاب کا لطف قائم رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اور ہم خوش ہیں کہ یہ کوشش بہت حد تک کامیاب بھی ہوئی ہے"۔ قیمت ۲ / ر

۲۔ شیخ حسن۔ رُوحانیات کے متعلق یہ ایک نہایت دلچسپ کتاب ہے اور چشم دید واقعات پر مبنی ہے۔ دُنیا میں جنوں کا وجود ہے یا نہیں؟ رُوحیں دُنیا میں بلوائی جا سکتی ہیں یا نہیں؟ ان رُوحوں کو عامل کس طرح قبضہ میں لاتے ہیں؟ رُوحوں کے اقتدار میں کیا کچھ ہے؟ ان سب باتوں کا اس کتاب میں ذکر ہے شیخ حسن کی دردناک داستان اور رشید کا المناک انجام آنکھوں میں آنسو بھر لاتا

ہے۔ عالم ارواح کا بیان بدن کے رونگٹے کھڑا کرتا ہے۔ اور مصطفیٰ اور علی دونوں بھائیوں کے کیرکٹر اس قدر عمیق، مکمل اور دلچسپ ہیں۔ کہ بہت کم اُردو ناولوں میں بیان کئے گئے ہوں گے۔ روزانہ زمیندار اس کے متعلق لکھتا ہے کہ " رُوحانی عملیات و حاضرات کے متعلق بہت دلچسپ کتاب ہے۔ ناول کے مختلف کیرکٹر نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے دکھائے گئے ہیں " ۔

رسالہ زمانہ لکھتا ہے۔ کہ " یہ ایک مغربی سیاح کے سفرنامے کا ترجمہ ہے جو ملک کے مشہور انشا پرداز سید ممتاز علی صاحب کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ .... سب واقعات ایک دلچسپ پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور ادبی حیثیت سے بھی یہ کتاب اچھی ہے۔ از مولوی سید ممتاز علی صاحب قیمت ۱۲ ؁

۳۔ خیالستان۔ سید سجاد حیدر صاحب بی اے کا نام نامی آج محتاج تعارف نہیں۔ مخزن کے دَور اول میں آپ خوب خوب دادِ انشا پردازی دے چکے ہیں۔ آپ کے ان مضامین کا یہ مجموعہ ملک میں بے انتہا مقبول ہو چکا ہے اور پنجاب یونیورسٹی نے اس کتاب کو اُردو امتحانوں کے نصاب تعلیم میں شامل کر لیا ہے قیمت قسم اول باتصویر للعہ قسم دوم عہ ؁ ہمعصر زمیندار نے اس کتاب کے متعلق لکھا ہے۔ " ہمارا ذاتی عقیدہ یہ ہے کہ اُردو زبان کی ادبیات لطیفہ میں خیالستان سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔ خیالستان کے اس اڈیشن پر سید امتیاز علی صاحب اڈیٹر کہکشاں نے ایک مختصر مگر عالمانہ دیباچہ سپرد قلم فرمایا ہے۔ قیمت للعہ ؁

۴۔ **ثالث بالخیر**۔ ہمعصر زمیندار اپنی اشاعت مورخہ ۱۰۔ اکتوبر میں لکھتا ہے۔ کہ "یہ ایک ترکی فسانہ نگار احمد حکمت کے ناول کا ترجمہ ہے جو ملک کے مشہور ادیب سید سجاد حیدر صاحب نے کیا ہے۔ ترکی فسانوں کی لطافت و نزاکت تمام دُنیا میں مشہور ہے۔ ترکوں نے ادب لطیف کو عین الکمال تک پہنچا دیا ہے یہ ناول اگرچہ چھوٹا سا ہے۔ مگر جذبات لطیفہ کے لئے اپنے اندر بہت سا سامان رکھتا ہے۔ قیمت صرف ۸ ر"

۵۔ **پریم بتیسی**۔ حصہ اول و دوم۔ ہندوستان کے بے نظیر افسانہ نویس منشی پریم چند مصنف پریم بتیسی کے نام نامی سے کون واقف نہیں۔ آپ ہی نے اُردو زبان میں مختصر افسانہ نویسی کی بنیاد ڈالی۔ اور تھوڑے سے عرصہ میں اس کو معراج کمال تک پہنچا دیا۔ ان مختصر قصوں میں فطرت کا دلچسپ مطالعہ۔ نازک ترین جذبات و احساسات کا بیان۔ ہندوستانی مناظر قدرت کے پُرلطف اسکیچ ہیں۔ زندگی کے معموں کو نہایت خوبی سے سُلجھایا ہے۔ اور اُن کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ وہ قصے ہیں۔ جو ہندوستانی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیں گے۔ غیر ممکن ہے۔ کہ کوئی منشی صاحب موصوف کی تصنیف پڑھے۔ اور آپ کی جادو بیانی اور سحر نگاری کا قائل نہ ہو جائے۔ قیمت حصہ اول ۱۲؎ حصہ دوم ۱۲؎۔ مولانا شبلی اور علامہ اقبال اور دیگر حضرات نے منشی صاحب کی قابلیتِ فسانہ نگاری کی تعریف کی ہے۔ ہمعصر زمانہ نے اسے بے انتہا پسند کیا ہے۔ اخبار زمیندار نے اس کے متعلق لکھا ہے۔ کہ ان میں فطرت انسانی کے ہر پہلو کا نہایت غائر نظر سے مطالعہ کیا گیا ہے۔ اور نہایت دلچسپ پیرائے میں اصلاح اخلاق کی گئی ہے

۶۔ **بازارِ حسن**۔ ادیب فطرت نگار منشی پریم چند کا پہلا ضخیم ناول اُردو میں منشی صاحب موصوف کی تصانیف کے ہندی۔ گجراتی اور بنگالی میں اڈیشن پر اڈیشن نکل رہے ہیں۔ اب دارالاشاعت پنجاب کی درخواست پر آپ نے یہ ناول اُردو میں عنایت کیا ہے۔ یہ ناول ایک حسین اور نازونعم میں پلی ہوئی لڑکی کی سرگزشت ہے۔ جسے اُس کے باپ کی گرفتاری کے بعد اس کے عزیزوں نے ایک ایسے غریب شخص سے بیاہ دیا۔ جو کسی لحاظ سے اس کے لئے موزوں نہ تھا۔ ایک طوائف کا مکان قریب ہونے کے باعث وہ لڑکی اپنی حالت کا موازنہ اس سے کرکے ہمیشہ رشک کرتی۔ یہاں تک کہ آخر ایک روز شوہر سے لڑائی ہونے کے بعد وہ لڑکی بازارِ حسن کی زینت بن گئی۔ ایک مخلص قوم نے اُسے بہت مشکل سے اس ذلت کی غار سے باہر نکال کر اُس راستے پر لگا دیا۔ جو انسانی زندگی کا منزلِ مقصود ہے ضمناً ان اُمور پر بھی نہایت خوبی سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ کہ بازارِ حسن کے فروغ کا سوسائٹی پر کس قدر الزام ہے ہندو مسلم اختلاف کے کیسے مضر نتائج نکلتے ہیں۔ اور بازارِ حسن کی اصلاح کے کیا طریق ہیں۔ ناول نہ صرف پلاٹ کی عمدگی اور اشخاص قصہ کی سیرت کے دلچسپ تنوع اور صحیح مطالعہ کے لحاظ سے بےنظیر ہے۔ بلکہ اندازِ تحریر۔ نازک مطالعہ فطرت اور اعلےٰ خیالات کے لحاظ سے بھی ادب اُردو کے بہترین ناولوں میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ قیمت حصہ اول ۱۲؎ حصہ دوم ۸؎

۷۔ **مادِ عجم**۔ از مصورِ غم مولوی راشد الخیری دہلوی۔ فاروق اعظم کے عہد مبارک میں سلطنت ایران پر قابو پانے کے لئے مسلمانوں کے بےنظیر جنگی کارنامے

فرزندان ایران کا سرفروشانہ مذہبی جوش۔ ایرانیوں کا پروانہ وار شمع وطن پر قربان ہونا۔ حسن وعشق کے جذبات لطیفہ کی حقیقت طرازیاں دیکھنی ہوں تو ماہ عجم پڑھئے۔ مولانا ارشاد الجیری کے اندازبیاں کی خوبی کے ہندوستان کے تمام معزز اخبار مثلاً وکیل۔ زمیندار۔ خطیب اور معارف۔ کہکشاں۔ زمانہ جیسے اعلےٰ ادبی رسائل اعتراف کر چکے ہیں۔ قیمت قسم اول عہ قسم دوم عہ ؁

۸۔ چمپا اور دوسرے افسانے از فدائے ملت سالک۔ مولانا سالک کا بہار آفریں قلم گمنامی کے حجاب میں اُردو کے مشہور رسائل و جرائد کے صفحات پر مختصر افسانوں کی گلکاریاں بھی کرتا رہا ہے۔ یہ تمام مختصر افسانے اب اس کتاب میں جمع کر دئے گئے ہیں۔ اور بلا شبہ اس کی اشاعت سے ادب اُردو میں بیش بہا اضافہ ہوا ہے ؁

اس مجموعے میں فطرت انسانی کا عمیق مطالعہ لطیف احساسات و جذبات کی مصوری اور قصوں کا تنوع قابل تحسین ہے۔ ادبی ذوق رکھنے والوں اور افسانوں کے شائقین کے لئے یہ مجموعہ یکساں دلفریبی رکھتا ہے۔ قیمت عہ ؁

۹۔ راہ ورسم منزلہا۔ چند متفرق نظمیں۔ از فدائے ملت سالک۔ مولانا سالک کی نظمیں مستغنی عن التعریف ہیں۔ کہکشاں مخزن۔ زمیندار۔ اور اور رسائل وجرائد میں شائع ہو کر وہ بے انتہا مقبول ہو چکی ہیں۔ اور تمام ادبی دُنیا سالک کی قادرالکلامی

روانیٔ کلام اور اثر و تاثیر کی قائل ہو چکی ہے ⁂

اس مجموعے میں ان کی تمام مقبول نظمیں جمع کر دی گئی ہیں۔ نظموں کے تنوع نے مجموعے کی اور خوبیوں میں چار چاند لگا دئے ہیں ⁂

لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔ کاغذ بہترین۔ قیمت ۸ر ⁂

۱۰۔ **قطرات اشک**۔ مصوّرِ غم مولوی راشد الخیری دہلوی کا کمال انشا پردازی مستغنی عن التعریف ہے۔ آپ کی تصانیف ملک کے گوشے گوشے سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ اور ان کے اڈیشن پر اڈیشن شائع ہو رہے ہیں۔ قطرات اشک میں آپ کے وہ تمام مضامین جمع کر دئے گئے ہیں۔ جو مخزن۔ تمدن۔ خطیب۔ عصمت اور کہکشاں میں شائع ہو کر بے انتہا مقبول ہوئے ہیں۔ اور جنہوں نے سب کو آپ کی تحریر کے اثر و تاثیر کا قائل کر دیا ہے مہ جبین اندرا۔ رویائے مقصود۔ سارس کی تارک الوطنی۔ عصمت وحسن۔ چاندنی چوک کا جنازہ۔ ساون کی چڑیاں۔ دار الغرور اور اور بہت سے مضمون اس مجموعے کی جان ہیں۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت عمدہ۔ قیمت عہ ⁂

۱۱۔ **شاہین و دراج**۔ ایک دلفریب تاریخی افسانہ۔ از از مصوّرِ غم مولانا راشد الخیری دہلوی۔ یہ قصہ مخزن کے دور اوّل

میں بالاقساط شائع ہو کر بے انتہا مقبول ہو چکا ہے - اور گو
بہت طویل نہیں - مگر بلحاظ زورِ قلم اور جذبات نگاری کے مولانا
کی تمام تصنیفات میں ممتاز ہے +

شاہین و دُرّاج کی ملاقات اور محبّت و مفارقت کے مناظر مولانا
موصوف کے کمال انشاپردازی کے بہترین نمونے ہیں +

لکھائی چھپائی بہت نفیس - کاغذ اعلےٰ درجے کا ولایتی -
قیمت ۸ر +

۱۲ - ان پورنا کا مندر - بنگال کی شہرہ آفاق ناول نویس شریمتی
نروپما دیوی کمارزی کے اسی نام کے ناول کا اعلےٰ ترجمہ + یہ ناول اس
قدر مقبول ہُوا - اور اتنا اعلےٰ سمجھا گیا ہے - کہ انگریزی میں بھی اس کا
ترجمہ شائع ہُوا ہے + امپیریل لائبریری کلکتہ کے مترجم کی رائے ہے
کہ موجودہ زمانے میں اس سے بہتر ناول نہیں لکھا گیا - قیمت عہ/ +

۱۳ - ایامِ غدر - یعنی مسز ہورنست خانم انگلیسی کی دردناک
سرگزشت ۱۸۵۷ء کے غدر میں ایک فرانسیسی عورت اپنے شوہر اور
بال بچوں کے ساتھ دہلی میں مقیم تھی - اس نے ایامِ غدر میں بے انتہا تکالیف
و مصائب برداشت کیں - اور بمشکل تمام خود زندہ بچ سکیں + اس
نے اپنے تمام جگرخراش حالات اس کتاب میں لکھے ہیں - ضمناً غدر
دہلی کے اہم واقعات کا تذکرہ بھی ہے - قیمت عہ/ +

۱۴۔ خونابۂ عشق۔ انگلستان کے نہایت مشہور مصنف سر آرتھر کانن ڈائل کے مقبول عام ناول "اے اسٹڈی ان دی اسکارلٹ" کا سلیس و بامحاورہ ترجمہ۔ اس ناول میں شرلاک ہومز سراغرساں کے کارنامے درج ہیں۔ عشق و محبت کے لطیف جذبات۔ انتقام کی نہ بجھنے والی آگ۔ امریکہ کے ایک پُراسرار فرقے کا حال۔ اور نہایت عجیب قتل کی تفتیش کا بیان اس قدر حیرت انگیز طریقے سے کیا گیا ہے کہ ناممکن ہے ناول پڑھنا شروع کیا جائے۔ اور بغیر ختم کئے ہاتھ سے رکھنے کو دل چاہے۔ بقول مترجم کے نفسیات مطالعہ کے لحاظ سے یہ کتاب یقیناً دنیا کی سو بہترین کتابوں میں شمار ہو سکتی ہے۔ قیمت عمہ

۱۵۔ آئینۂ حرم۔ اس کتاب میں ہندوستان کی مشہور شاعر محترمہ ز۔خ۔ش علی گڑھی کی دس نظمیں ہیں۔ جن میں سب سے بڑی نظم مسدس آئینۂ حرم ہے۔ اس کے ساٹھ بند ہیں۔ اور اس میں حقوق نسواں کی ترجمانی کا حق ادا کیا گیا ہے۔ نظمیں نہایت صاف۔ برجستہ۔ رواں اور موثر ہیں۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اعلےٰ۔ قیمت ۱۰ ار

کتابیں اور مفصل فہرست مندرجۂ ذیل پتہ سے طلب فرمائیے:۔

دارالاشاعت پنجاب

۱۹۵۔ ریلوے روڈ۔ لاہور

کتب ابراہیمیہ حیدرآباد دکن (اسٹیشن روڈ)

سن توش

بابو کشیرود چندر چٹرجی

کا ایک نہایت ہی دلچسپ پُر مذاق اور رنگین ڈراما

جسے

حکیم احمد شجاع صاحب بی اے (علیگ)

نے گورنمنٹ کالج لاہور کی ڈرامیٹک سوسائٹی کے لئے

اصل بنگالی سے

سلیس و لطیف اُردو میں ترجمہ کیا ہے

قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ

دارالاشاعت پنجاب ۱۹۵ ریلوے روڈ لاہور

صرف سرورق مرکنٹائل پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوانچند پیدا پرنٹر چھپا